9/25

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۵ر اکتوبر سنہ ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ⊙ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَى الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

ترجمہ! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، کہ آپ فرما رہے تھے، کہ جب تم کسی میت پر نماز (جنازہ) پڑھو، تو اس کے لیے خلوص کے ساتھ دعا کرو (اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا، وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا، وَاَنْتَ هَدَیْتَهَا لِلْاِسْلَامِ، وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِیَتِهَا وَقَدْ جِئْنَاكَ شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَهٗ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

ترجمہ! حضرت ابوہریرہ رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز جنازہ کے اندر یہ دعا نقل کرتے ہیں کہ آپ یہ پڑھتے تھے، اے اللہ تو ہی اس کا پروردگار ہے اور تو نے ہی اس کو پیدا کیا، تو نے ہی اُسے اسلام کی طرف ہدایت کی، اور تو نے ہی اس کی روح کو قبض کیا۔ تو ہی اس کے ظاہر و باطن سے خوب واقف ہے، البتہ ہم اس کی سفارش کے لئے آئے، سو تو اس کی مغفرت فرما (ابوداؤد)

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ، فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ فِیْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ)

ترجمہ! حضرت واثلہ بن الاسقع سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ مسلمانوں میں سے ایک شخص کے جنازے پر نماز پڑھی تو میں نے آپ کو یہ دعا فرماتے سُنا کہ اے اللہ فلاں بن فلاں تیرے عہد و ذمہ میں ہے اور تیرے قرآن پر عمل کرنے والا ہے (جو کہ باعث ایمان ہے)، سو اس کو قبر کے فتنہ اور عذاب نار سے بچا، اور تو صاحب وفاء ہے اور صاحب حمد ہے — یا الٰہی اس کی مغفرت فرما، اور اس پر رحم کر، یقیناً تو معاف کرنے والا، نہایت مہربان ہے (ابوداؤد)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰى رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةِ ابْنَةٍ لَهٗ اَرْبَعَ تَكْبِیْرَاتٍ فَقَامَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ كَقَدْرِ مَا بَیْنَ التَّكْبِیْرَتَیْنِ یَسْتَغْفِرُ لَهَا وَیَدْعُوْا ثُمَّ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَصْنَعُ هٰكَذَا، وَفِیْ رِوَایَةٍ : كَبَّرَ اَرْبَعًا فَمَكَثَ سَاعَةً حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَیُكَبِّرُ خَمْسًا ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا لَهٗ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ : اِنِّیْ لَا اَزِیْدُكُمْ عَلٰى مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ، اَوْ هٰكَذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ : حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ —

ترجمہ! حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنی لڑکی کے جنازہ پر چار تکبیریں کہیں پھر چوتھی تکبیر کے بعد اتنا کھڑے رہے، جیسا کہ دو تکبیروں کے درمیان کا وقفہ اس میں اپنی لڑکی کے لئے.. استغفار کرتے اور دعا فرماتے رہے پھر اس کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طریقہ سے کیا کرتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن ابی اوفی نے چار تکبیریں کہیں پھر تھوڑی دیر ٹھہرے رہے (راوی بیان کرتے ہیں) یہاں تک میں نے گمان کیا، کہ آپ پانچ تکبیریں کہیں گے، پھر اپنے دائیں بائیں جانب سلام پھیرا، پھر جب وہ (نماز پڑھ کر) لوٹے ہم نے ان سے کہا، یہ کیا ہے؟ کہا میں اس چیز پر ہرگز زیادتی نہ کروں گا۔ جیسا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے یا آپ نے فرمایا اسی طریقہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے امام حاکم نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا حدیث صحیح ہے —

فائدہ

تمام علمائے کرام کا اس پر اجماع ہوگیا ہے کہ نماز جنازہ میں صرف چار تکبیریں ہیں اور جن احادیث میں چار سے زیادہ.. تکبیریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں وہ ابتدائی زمانہ پر محمول ہیں اور آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے چار تکبیرات کا ہی ثبوت ملتا ہے، تو چار سے زائد تکبیریں آپ کے عمل سے منسوخ ثابت ہوگئیں۔ واللہ اعلم

فون ۶۷۵۴۵

خدام الدین

ہفت روزہ لاہور

ایڈیٹر: مناظر حسین نظر

سالانہ چندہ ۱۱ روپے — ششماہی ۶ روپے

جلد ۹ | ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۹۶۳ء مطابق ۶ رجمادی الثانی سنہ ۱۳۸۳ھ | شمارہ ۲۵

غازی خدابخش

ہمارا حال اور ماضی

ہمارا حال یہ ہے کہ پاکستان کے وزیر خارجہ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے لندن میں اخباری نمائندوں کی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ "بڑے پیمانے پر ہتھیار ملنے کے بعد بھارت کی طاقت اتنی بڑھ گئی ہے کہ اس کی طرف سے کسی بھی وقت حملے کا خدشہ ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ خدشہ ہے لیکن یہ خدشہ ہمارے حوصلے کو کبھی بھی پست نہیں کرسکتا اس لئے کہ ہم ہتھیار اور فوج کی اکثریت پر بھروسہ کرنے والے نہیں ہم معمولی اسلحہ سے اقلیت میں ہوتے ہوئے کفر کے مقابلے میں ڈٹ جاتے رہے مومن کا شیوہ یہی ہے کہ وہ توحید پر قائم رہتے ہوئے اللہ تعالٰے اور صرف اللہ تعالٰے .... پر ہی توکل کرے وہ ماسوا اللہ کے کسی طاقت سے کبھی بھی مرعوب نہیں ہوا

قرن اولٰی کی باتیں تو بہت اعلٰے اور ارفع ہیں گزشتہ چالیس برس کا جائزہ ہی لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہمارے اکابر اساتذہ کن حالات میں دشمن کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔

چند انقلاب پسند اکابر

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

ہمارا ماضی :- آج سے تینتالیس ۴۳ سال قبل کی بات ہے کہ عثمانی ترکوں نے جب استنبول ایڈریا نوپل (درۂ دانیال) کے معرکوں میں انگریز افواج کے دانت کھٹے کئے اور مٹھی بھر فوج نے انور پاشا شہید کی کمانڈ میں شکست فاش دی تو انگریز نے عرب ممالک میں ریشہ دوانیاں شروع کیں انگریز کرنل لارنس نے عربی لباس میں ملبوس ہو کر سالہا سال جاسوسی کا کام کیا، عربوں کو عرب میں ترکوں کے خلاف اکساتا رہا اور مکے کے شریف حسین کو ایسے سبز باغ دکھائے کہ وہ انگریز کے بھرے میں آگیا۔ ادھر پاک وہند کے علماء ربانی بھی حالات کا جائزہ لے رہے تھے۔ چنانچہ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ نے دیوبند کے طلباء قدیم کی ایک جماعت جمعیۃ انصار کے نام سے قائم کی اور غیر ممالک تک کے فارغ التحصیل علماء دیوبند کا ایک اجلاس منعقد کیا جس میں اپنے انقلابی شاگرد حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ ناظم جمعیۃ سے سب کا تعارف کرایا تاکہ وہ افغانستان پہنچ کر جلال آباد کابل، قندھار، ہرات، مزار شریف، بلخ، بخارا، سمرقند، تاشقند اور یارقند وغیرہ تک کے علماء سے رابطہ قائم کر سکیں اور افغانستان کے امیر کے ذریعہ سے افغان افواج کو ساتھ لے کر انگریز افواج پر حملہ آور ہوں۔

خود شیخ الہند رحؒ نے اپنے دوسرے شاگرد حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحؒ کو ہمراہ لے کر سرزمین عرب کی راہ لی تاکہ ترکوں کو آمادہ کریں کہ ترک لیڈر .... افغانستان پہنچ کر افغان فوجوں کو صحیح طور پر فوجی ٹریننگ دیں چنانچہ اس غرض کے لئے پہلے جمال پاشا شہید کو کابل بھیجا گیا۔

ادھر کوئٹہ قندھار کی راہ امام انقلاب مولانا سندھیؒ کابل پہنچ گئے۔ آپ کے ہمراہ مولانا عبداللہ لغاری اور شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ کے دو بھائی مولانا محمد علیؒ اور مولانا عزیز احمد تھے دونوں مولانا سندھیؒ کے انقلابی کارہائے نمایاں میں ان کا ہاتھ بٹاتے رہے مولانا محمد علیؒ فوت ہوگئے ہیں مولانا عزیز احمد آج کل کراچی میں درویشانہ زندگی بسر کررہے ہیں اور مولانا سندھیؒ کے خیالات پر قائم ہیں۔

موجودہ شاہ افغانستان ظاہر شاہ کے والد ماجد جنرل نادر خاں دیوبندی علماء کی قدر و منزلت پہچانتے تھے حضرت مولانا سندھی رحؒ کا خیر مقدم کیا گیا اور ایک شمشیر خارا شگاف پیشکش کی۔ شاہ کابل امیر حبیب اللہ مارا گیا اور امیر امان اللہ تخت نشین ہوا۔ شہزادگی کے زمانہ ہی سے حضرت سندھی رحؒ سے امیر کی کافی راہ و رسم تھی اس وقت کابل میں اور بھی انقلاب پسند پہنچ گئے ان میں راجہ مہندر پرتاپ پہلے انگریز کے خلاف جرمن سے کمک حاصل کرنے کے خواہاں رہے پھر چین سے متمنی ہوئے، مولانا عبدالرب بالشویک امداد سے اندرون ہند میں انقلاب برپا کرنے کی فکر میں تھے۔ مولانا برکت اللہ بھوپالی کی نگاہیں عثمانی ترک جمال پاشا کے ساتھ مل کر ترکوں کی طرف تھیں

آخر حضرت سندھیؒ امیر امان اللہ کو انگریز کے خلاف حملہ کرنے پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہوگئے آزاد قبائل میں چمرکنڈ کے مقام پر مولانا بشیر احمد اور مولانا فضل الٰہی رحؒ کو انگریز کے خلاف جہاد کرنے پر متعین کیا گیا۔ ہرات میں مولانا محمد میاں (منصور) دیوبندی (مراد آباد) ماسکو میں ایم این رائے بنگالی اور تاشقند میں مکرجی بنگالی زار روس کے زوال کے بعد بالشویکوں سے تعاون کر کے انگریز کی چالوں کو رائیگاں کر رہے تھے۔

خبر آئی کہ انگریز فوجوں نے بعض مقامات مقدسہ پر قبضہ کر لیا ہے اور بغداد میں پیران پیر حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گولی چلا دی اس خبر نے پاک وہند میں آگ لگا دی پنجاب کا خطہ خصوصاً بے قرار ہوا اس لئے کہ یہاں دو ربانی عالم دین پہلے ہی انگریز اور اس کی ذریت کے خلاف جہاد لسانی میں مصروف تھے ایک سید عطاء اللہ

باقی بر صـ۱۷

مجلسِ ذکر

منعقدہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ ۱۸ جولائی ۱۹۵۷ء عیسوی

ذکر کی ضرورت

حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للّٰہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد! آج جو کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اس کا حاصل یہ ہے کہ اس دور میں اللہ جلشانہٗ کے ذکر کی بہت زیادہ ضرورت ہے ۔اور روحانی نظام کو جسمانی نظام کے مساوی چلانے کی بالکل اسی طرح ضرورت ہے جس طرح لنڈی کوتل سے کراچی تک ریل گاڑی کی دو پٹریاں باہم متوازی چلی گئی ہیں کہ نہ ایک دوسری سے کم اور نہ زائد ہیں ۔اور نہ کبھی آپس میں معارض ومتصادم ہوتی ہیں ۔میں ایک واقعہ عرض کرتا ہوں سرگودھا کے علاقہ میں فروکہ ایک جگہ ہے۔ وہاں اپنی جماعت کے بہت سے آدمی ہیں ۔میں وہاں جایا کرتا ہوں۔ وہاں کے اصلی باشندے جنگلی لوگ تھے۔ کہتے ہیں وہاں کبھی کوئی بیمار نہیں ہوتا تھا دودھ اناج اور سبزیوں پر گزر کرتے تھے ۔بیماری کا نام نہیں جانتے تھے ۔ یہ سرگودھا ، لائلپور ، منٹگمری وغیرہ انگریزوں نے آباد کئے ہیں ۔ورنہ پہلے یہ سب جنگلات تھے ۔لاہور رہتے ہوئے مجھے چالیس برس ہوگئے ہیں ۔ مجھے یاد ہے ۔لاہور میں پہلے صرف دو حکیم مشہور ہوتے تھے ایک مفتی سلیم اللہ صاحب مرحوم ، دوسرے مرحوم میاں عالم شاہ صاحب اور کوئی طبیب سنا ہی نہ تھا ۔اب ماشاء اللہ صرف ہمارے محلہ میں تین ڈاکٹر اور تین طبیب ہیں اس پر لاہور کے دوسرے محلّوں کو قیاس کر لیجئے اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کل غذائیں ناقص ہوتی ہیں ۔اس لئے لوگ اکثر امراض میں مبتلا رہتے ہیں ۔یہی حال اب ہمارے روحانی نظام کا ہے ۔لوگوں کی اخلاقی حالت روز بروز ابتر ہوتی جا رہی ہے ۔اس لئے روحانی بیماریاں بکثرت پھیل رہی ہیں اب جس طرح جسمانی صحت کی بحالی اور درستی کے لئے معالج اور ادویہ درکار ہیں ۔اسی طرح روحانی صحت کی اصلاح اور بقا کے لئے چارہ جوئی کی ضرورت ہے اور وہ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں بکثرت ذکر الٰہی کرنے سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے ۔لیکن ظاہر ہے کوئی چیز بغیر سیکھے نہیں آتی ۔ خدا یاد کرنے کے لئے کسی کامل کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے ۔کامل کی صحبت میں مدت مدید تک رہنے اور اس کے بتائے ہوئے اذکار واشغال کمانے سے یقیناً روحانی امراض سے نجات حاصل ہو سکتی ہے ۔لیکن ہمارے بعض بھائی بیعت کو بدعت اور محدث خیال کرتے ہیں یہ چیز صحیح نہیں ۔بیعت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت موجود ہے ۔کہ نہ صرف آپ نے اسلام اور جہاد پہ بیعت لی ۔ بلکہ نماز اور زکوٰۃ اور مسلمانوں کی بھلائی کرنے تک کی بیعت لی ۔کتب احادیث میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ میں کہا کرتا ہوں ۔ہمارے ان بھائیوں کو بدعت کی تعریف معلوم نہیں ۔اس ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رَدٌّ ۔ جو شخص ہمارے کام یا دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کرے اور وہ اس کا جزو نہ ہو تو وہ چیز مردود ہے حضورؐ کے اس ارشاد میں "فی امرنا ھذا" سے یہ چیز صاف ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی نئی چیز ایجاد کر کے اسے دین اسلام کا جزو قرار دے اور ساری امت پر اسے لازم سمجھے ۔ جو کوئی اسے اختیار نہ کرے ۔ اسے لعن طعن کرے اور اسے اسلام سے خارج سمجھے ۔ تو ایسا شخص اسلام کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا اب جو لوگ حنفی یا قادری نہیں ہیں ہم ان پر اعتراض نہیں کرتے کیونکہ یہ کوئی اسلام کا جزو نہیں ہیں آپ اتنے لوگ بیٹھے ہیں ۔میں نے آپ میں سے کبھی کسی کو کہا ہے کہ آپ میرے ہاتھ پر بیعت کریں اور بیعت نہ کرنے والوں کو کبھی اسلام سے خارج کہا ہے ۔اس لئے یہ چیز بدعت میں شامل نہیں ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے یاد الٰہی کا شوق پیدا ہوتا تھا ۔اور آپ کی صحبت کی برکت سے انسان روحانی امراض سے پاک ہو جاتا تھا ۔ اب یہ چیز کسباً حاصل کرنا پڑتی ہے ۔اس کے برعکس ہمارے بعض بھائی نمازوں کے بعد درود شریف کو بآواز بلند پڑھنا ۔ تیجا ، چالیسواں ، گیارھویں وغیرہ دینا ضروری خیال کرتے ہیں جو ایسا نہ کرے اسے برا بھلا کہتے ہیں ۔ یہ چیز بے شک من احدث فی امرنا میں داخل ہے تو جیسے میں نے عرض کیا کہ جسمانی بیماریوں کے پھیلنے کی اصل وجہ غذا کی خرابی ہے پہلے شرفا کے گھروں میں آدھی رات کو چکی چلا کرتی تھی اور دودھ بلویا جاتا تھا ۔ گھروں میں دن بھر کام کرنے کی وجہ سے اتنی ورزش ہو جاتی تھی کہ بیماری پاس نہیں پھٹکتی تھی ۔اس لئے حکیم ڈاکٹر بھی کم تھے ۔۔ اب لوگ مشین کا چلا ہوا آٹا کھاتے ہیں ۔ جس میں طاقت کم ہوتی ہے ۔ دودھ گھی خالص ملتا نہیں اور عورتیں گھروں میں کوئی محنت مشقت کا کام نہیں کرتیں ۔جس کی وجہ سے دودھ کم اترتا ہے اور بچہ ابتدا ہی میں کمزور ہو جاتا ہے ۔ ادھر علاج اتنا مہنگا ہے اور ڈاکٹروں کی فیس اتنی زیادہ ہے کہ ہر کوئی علاج نہیں کرا سکتا ۔ ڈاکٹروں کو سوٹ بوٹ کار اور کوٹھی کا خرچ چاہیئے مجھے یاد ہے ایک دفعہ مولوی حبیب اللہ اور اس کی چھوٹی بہنیں بیمار ہو گئیں ۔ میں مفتی سلیم اللہ کے ہاں انہیں لے گیا ۔ کوئی ۹ بجے کا وقت تھا ۔ مفتی صاحب مریضوں سے فارغ ہو کر لیٹے ہوئے تھے ۔ ان کے ہاں کسی قسم کا کوئی تکلف نہیں تھا اس وقت لوگوں کی صحتیں اچھی تھیں ۔۔ شاذ و نادر ہی کوئی بیمار ہوتا تھا۔اس ص

ح لئے حکیم صاحب مریضوں سے ۹ بجے ہی فارغ ہو چکے تھے۔

خطبہ یوم الجمعہ ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۹۵۸ء

(۱) اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مختلف صورتوں میں ظہور
(۲) اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اپنے اوپر مائل کرنے کیلئے اسباب

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

نمبر اوّل کی تفصیل
اللہ تعالےٰ کی رحمت کا ارحم الراحمین کی صورت میں ظہور

پہلی شہادت

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ ۖ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۹ پارہ ۹)

ترجمہ:- (موسیٰ علیہ السلام نے) فرمایا- اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما- اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے

حاصل

یہ نکلا کہ انبیاء علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے محتاج ہیں- اسی لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے اور اپنے بڑے بھائی ہارون علیہ السلام کے لئے اللہ تعالےٰ کی رحمت میں داخل ہونے کے لئے دعا کر رہے ہیں

دوسری شہادت

وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِن ضُرٍّ ۖ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَابِدِينَ ۝

(سورۃ الانبیاء رکوع ۶ پارہ ۱۷)

ترجمہ! اور جب کہ ایوب نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے روگ لگ گیا ہے حالانکہ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی- اور جو اسے تکلیف تھی ہم نے دور کر دی اور اسے اس کے گھر والے دیئے- اور اتنا ہی ان کے ساتھ اپنی رحمت سے اور بھی دیا- اور عبادت کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے

حاصل

یہ نکلا- کہ اگرچہ انبیاء علیہم السلام ہر گناہ سے پاک ہوتے ہیں- مگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں بھی آزمائش کے طور پر مصیبت میں مبتلا کر سکتا ہے- اور انبیاء علیہم السلام کا کمال پھر یہ ہوتا ہے کہ اگرچہ انہیں یقین ہوتا ہے- کہ یہ مصیبت اللہ تعالےٰ کے حکم سے آئی ہے- پھر بھی اس مصیبت کے دور کرنے کے لئے اسی کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کے دروازے پر نہیں جاتے- اسی لئے حضرت ایوب علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں ان الفاظ سے مصیبت سے نجات پانے کی استدعا کی- کہ اے اللہ تو ہی سب رحم کرنے والوں سے .... زیادہ رحم کرنے والا ہے- اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور تکلیف دور کر دی-

حضرت ایوبؑ کی تکلیف کی تفصیل
شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں :- "حضرت ایوبؑ کو حق تعالےٰ نے دنیا میں سب طرح آسودہ رکھا تھا- کھیت، مواشی، لونڈی، غلام اولاد، صالح عورت مرضی کے موافق عطا کی تھی- حضرت ایوب بڑے شکر گزار بندے تھے- لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کو آزمائش میں ڈالا- کھیت جل گئے- مویشی مر گئے- اور اولاد اکٹھی دب مری- دوست آشنا الگ ہو گئے- بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے- ایک بیوی رفیق رہی- آخر میں وہ بیچاری بھی اکتانے لگی- مگر حضرت ایوب جیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے ہی بلا میں صابر رہے جب تکلیف و اذیت اور دشمنوں کی شماتت حد سے گزر گئی بلکہ دوست بھی کہنے لگے کہ یقیناً ایوبؑ نے کوئی ایسا سخت گناہ کیا ہے جس کی سزا ایسی ہی سخت ہو سکتی ہے تب دعا کی-

رَبِّ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ رب کو پکارنا تھا کہ دریائے رحمت امنڈ آیا- اللہ تعالےٰ نے مری ہوئی اولاد سے دوگنی اولاد دی- زمین سے چشمہ نکالا اسی سے پانی پی کر اور نہا کر تندرست ہوئے- بدن کا سارا روگ جاتا رہا- اور جیسا کہ حدیث میں ہے- سونے کی ٹڈیاں برسائیں- غرض سب طرح درست کر دیا- یعنی ایوبؑ پر یہ مہربانی ہوئی- اور تمام بندگی کرنے والوں کے لئے ایک نصیحت اور یادگار قائم ہو گئی کہ جب کبھی کسی نیک بندے پر دنیا میں برا وقت آئے- تو ایوبؑ کی طرح صبر و استقلال دکھانا اور صرف اپنے پروردگار سے فریاد کرنا چاہیئے- حق تعالیٰ اس پر نظر عنایت فرمائے گا- اور محض ایسے ابتلا کو دیکھ کر کسی شخص کی نسبت یہ گمان نہیں کرنا چاہیئے- کہ وہ اللہ کے یہاں مبغوض ہے-"

تیسری شہادت

فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمِنتُكُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِن قَبْلُ ۖ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ (سورۃ یوسف رکوع ۸ پارہ ۱۳)

ترجمہ! پھر جب اپنے باپ کے ہاں پہنچے کہا- اے باپ ہمارا پیمانہ روک لیا گیا- پس آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیج دیجئے کہ ہم پیمانہ لائیں- اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں- کہا میں تمہارا اس پر کیا اعتبار کروں مگر وہی جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی پر اعتبار کیا تھا- سو اللہ بہتر نگہبان ہے اور وہ سب مہربانوں سے مہربان ہے

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں- "یعنی یہ ہی الفاظ "وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ" تم نے

یوسف کو ساتھ لے جاتے وقت کہے تھے۔ پھر تمہارے وعدہ پر کیا اعتبار ہو۔ ہاں اس وقت ضرورت شدید ہے جس سے اغماض نہیں کیا جا سکتا۔ اسلئے تمہارے ساتھ بھیجنا ناگزیر معلوم ہوتا ہے۔ سو میں اس کو خدا کی حفاظت میں دیتا ہوں وہ ہی اپنی مہربانی سے اس کی حفاظت کرے گا اور مجھ کو یوسفؑ کی جدائی کے بعد دوسری مصیبت سے بچائے گا۔"

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا خیر الراحمین کی صورت میں ظہور

پہلی شہادت

اِنَّہٗ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ (سورہ المؤمنون رکوع ۶ پ ۱۸)

ترجمہ:۔ تحقیق شان یہ ہے۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو کہتے تھے۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر۔ اور تو بہت رحم کرنے والا ہے۔ سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد ہی بھلا دی اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے

حاصل

یہ ہے اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے اللہ تعالیٰ کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے خیر الراحمین کے پیارے لقب سے پکارتے ہیں

دوسری شہادت

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ (سورہ المؤمنون رکوع ۶ پ ۱۸)

ترجمہ! اور کہو اے میرے رب معاف کر اور رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس محبوب لقب سے پکارنے کی تلقین فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے

پہلی شہادت

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

(سورہ بقرہ رکوع ۲۷ پارہ ۲)

ترجمہ! بیشک جو لوگ ایمان لائے، اور جنہوں نے ہجرت کی، اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

حاصل

یہ نکلا کہ جن صفات کا ذکر اس آیت میں ہے۔ جو لوگ ان صفتوں سے متصف ہونگے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے وہ امیدوار ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے گناہ بخشے گا وہ اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے

دوسری شہادت

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (سورہ آل عمران رکوع ۴ پ ۳)

ترجمہ! کہدو اگر اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ تاکہ تم سے اللہ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلنے ہی سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا اور اپنے ان بندوں سے محبت رکھے گا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

تیسری شہادت

وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (آل عمران رکوع ۱۳ پ ۴)

ترجمہ! اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے جسے چاہے بخش دے، اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ گناہوں کے بخشنے یا سزا دینے کا اختیار اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ آخر آیت میں ارشاد ہوا ہے کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اس آخری اعلان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے بندوں کے گناہوں کو اپنی مہربانی سے بخش بھی دیا کرتا ہے لہذا بجائے سزا کے بخشش کی امید زیادہ رکھنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ توّاب اور رحیم ہے

پہلی شہادت

فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝

(سورہ البقرہ رکوع ۴ پارہ ۱)

ترجمہ! پھر آدمؑ نے اپنے رب سے چند کلمات حاصل کئے پھر اس کی توبہ قبول فرمائی۔ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ حضرت آدمؑ اور حضرت حوا علیہما السلام نے بہشت میں اس درخت سے کھایا۔ جس کے کھانے سے منع کئے گئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ناراض ہو کر انہیں بہشت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا تھا۔ اس سزا کے باعث دونوں بڑے پریشان تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو گیا اور بہشت سے بھی نکلنا پڑا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو یہ کلمات القا فرمائے۔

"رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝

جب دونوں حضرات نے ان کلمات کے ذریعہ معافی مانگی، تو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا

دوسری شہادت

اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝

(سورہ التوبہ رکوع ۱۳ پارہ ۱۱)

ترجمہ! کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اور صدقات لیتا ہے۔ اور بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ہر بندے کی ہر وقت توبہ قبول کرنے والا ہے اور صدقات قبول کرنے والا ہے

حال

اس کی رحمت سے فائدہ اٹھانے کے لئے اپنے اندر جن صفات کے پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ان سے بہرہ ور فرمائے۔

حضرات صحابیات رضی اللہ عنہن کی تابناک زندگیاں

مولانا عزیزالرحمٰن صاحب مدنی دارالافتا بجنور.....

حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا!

آپ مدینہ منورہ کے قبیلۂ خزرج اور خاندان بنی نجار سے تھیں، سیرت النبی شرح مواہب میں لکھا ہے کہ بیعت عقبہ میں وہ بھی شریک تھیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عہد کیا تھا اس کو تا عمر نہایت خوش اسلوبی اور حوصلہ مندی سے پورا کیا ہے۔ جناب رسول اللہ علیہ وسلم پر جو جان نثاری انہوں نے فرمائی ہے ایسے واقعات مردوں میں بھی کم ملتے ہیں۔

غزوہ اُحد کا واقعہ ایسا ہے کہ جس پر ہماری بہنوں کو اپنی پیش رو اس مقدس خاتون کی وجہ سے فخر کرنا چاہیئے۔

غزوۂ احد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور کافروں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور سینہ سپر کر دیا، اور کافروں کے حملے کو تیر و تلوار سے روکنا شروع کیا اور ان کو آپؐ کے قریب نہ پھٹکنے دیا۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ "میں اُمّ عمارہ کو اپنے دائیں اور بائیں لڑتے دیکھتا تھا، ابن قمیئہ نے جب حضورؐ پر حملہ کیا تو یہ آڑے آئیں، اس میں ان کے شانہ پر ایک گہرا زخم آیا پھر بھی انہوں نے اس پر حملہ کر دیا، لیکن وہ ان کے وار سے بچ گیا اس کے بعد اور کافر کو قتل کیا

آج کل حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر اتنی جاں نثار اور فداکار عورتیں تو کیا مرد بھی ملنا مشکل ہیں۔ آج حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر جاں نثار کرنا اور فدا ہونا یہی ہے کہ آپ کی شریعت کی اتباع کی جائے وقت اگرچہ نازک ہے چاروں طرف سے دشواریاں سامنے آتی ہیں جو اتباع شریعت کی راہ میں حائل ہو جاتی ہیں مگر ع

بڑھ کے اٹھا لے جام جو مینا اسی کا ہے

آج کل جاہل عورتیں اپنی پڑھی لکھی بہنوں کی طرف تکتی ہیں کاش کہ ان مغرب زدہ مسلم عورتوں کو ہوش آئے اور وہ اپنی جاہل بہنوں کو ان مقدس خواتین کا عملی نمونہ پیش کر کے ان کی اصلاح اور قیادت فرمائیں مجھے امید ہے کہ میرے اس مضمون کے نتیجہ میں میری کوئی بہن اپنے موجودہ طریقہ پر ضرور نظر ثانی کرے گی۔

حضرت ام عمارہ رضؓ نہایت جری اور بہادر خاتون تھیں جنگ یمامہ میں جب ان کا لڑکا شہید ہوگیا تو انہوں نے عہد کیا کہ یا تو مسیلمہ کذاب قتل ہوگا یا میں جان دے دوں گی، یہ کہہ کر تلوار کھینچ لی اور نہایت بہادری سے لڑیں بالآخر بارہ زخم کھائے ایک ہاتھ کٹ گیا اور شہید ہوگئیں ؎

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مسیلمہ کذاب اسی جنگ میں مارا گیا۔

حضرت اُمّ عطیہ رضؓ

آپ انصاریہ ہیں، عہد رسالت میں بہت سے معرکوں میں شریک رہیں، اور ان میں شریک ہوکر انہوں نے زخمیوں کی مرہم پٹی اور مجاہدین کے لئے کھانا پکانے کی خدمات انجام دیں احکام نبویؐ کی سختی سے پابندی کرتی تھیں چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے بیعت لیتے ہوئے منع فرمایا کہ نوحہ نہ کیا جائے چنانچہ جب ان کے لڑکے کا انتقال ہوا تو انہوں نے عہد کے مطابق نوحہ نہیں کیا، اور فرمایا کہ شوہر کے علاوہ کسی کے لئے تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں ہے۔

(بخاری شریف)

ربیع بنت معوذ رضؓ

آپ انصاریہ ہیں اور خاندان بنی نجار سے ہیں۔ جمع الفوائد میں بخاریؒ اور مسند امام احمد رحؒ کی روایات سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ غزوات میں شریک ہوکر زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں اور مقتولین کو مدینہ منورہ پہنچاتی تھیں مجاہدین کو پانی پلایا کرتی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ محبت کرتی تھیں کسی نے ان سے دریافت کیا کہ "حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف کیسا تھا؟ بولیں۔" یوں سمجھ لو کہ آفتاب طلوع ہو رہا ہے"

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے کھڑے ہوکر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو طباقوں میں کھجوریں لے کر حاضر ہوئیں ایک واقعہ سے آپ کے جوش ایمانی کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ واقعہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ "ایک عورت ان کے یہاں عطر فروخت کرنے کے لئے آئی، جس کا تعلق قریش کے قبیلہ سے تھا، ساتھ کی عورتوں نے ربیع بنت معوذ رضؓ کا تعارف کرایا ــ یہ ہمارے سردار ابوجہل کے قاتل کی بیٹی ہیں انہوں نے فوراً ہی جواب دیا نہیں نہیں یوں کہو غلام ابوجہل کے قاتل کی بیٹی ہوں اس پر عطر فروش عورت جھلاگئی، اور اس نے کہا مجھے تمہارے ہاتھ عطر بیچنا حرام ہے۔ انہوں نے کہا مجھے تمہارا عطر خریدنا حرام ہے، اس لئے کہ تمہارا عطر عطر نہیں بلکہ غلاظت اور گندگی ہے

حضرت اسماء بنت صدیق اکبر رضؓ!

حدیث کی کتابوں میں ان کو ذات النطاقین کے لقب سے یاد کیا گیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے ارادے سے ان کے گھر تشریف لائے تو انہوں نے راستہ کے لئے ناشتہ دان میں کھانا بھر دیا، اتفاق سے ناشتہ دان کا منھ باندھنے کے لئے جلدی میں کوئی چیز ہاتھ نہ آئی انھوں نے اپنی کمر سے پٹکا کھول کر آدھا ناشتہ دان سے باندھا اور آدھا کمر سے باندھ لیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے شوہر (زبیر رضؓ) کو ایک زمین عطا فرمائی تھی، وہاں سے یہ کھجوروں کی گٹھلیاں چن کر لایا کرتی تھیں ایک دن سر پر کھجوروں کا ٹوکرا رکھے ہوئے لا رہی تھیں کہ حضورؐ کہیں سے اونٹ پر بیٹھے تشریف لاتے مل گئے آپؐ نے اُن سے اونٹ پر سوار ہونے کو فرمایا تو انہوں نے شرم کی وجہ سے انکار کر دیا غربت کی وجہ سے بہت دیکھ بھال کر خرچ کیا کرتی تھیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، ناپ تول کر خرچ نہ کیا کرو، پھر خدا بھی ناپ تول کر دے گا۔ اس کے بعد سے انہوں نے بہ

عادت ترک کردی اور پھر ان کی غربت بھی ختم ہوگئی (جمع الفوائد)

حضرت اسماء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جو حج کیا تھا، اس کے بعد جتنے بھی حج کئے ان سب میں اہتمام رکھا کہ وہ اسی طرح سے ادا ہوں جس طرح حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حج کیا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مزدلفہ کے قیام میں انہوں نے اپنے غلام سے دریافت کیا، کیا چاند غروب ہوگیا؟ اس نے عرض کیا۔ نہیں، جب چاند غروب ہو گیا تو فرمایا کہ اب منا کے لئے چلو وہاں رمی کریں چنانچہ سویرے جاکر رمی کی اور پھر واپس آکر صبح کی نماز پڑھی۔ غلام نے کہا آپ نے بڑی عجلت سے کام لیا۔ آپ نے فرمایا ہاں! حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے پردہ نشینوں کو اس کی اجازت دی ہے (بخاری)

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کی شرعی حیثیت کو ذرا اور واضح کر دوں، مزدلفہ میں عرفات سے واپس ہو کر دسویں تاریخ کی شب میں قیام کیا جاتا ہے اور صبح کی نماز غلس (اندھیرے منھ) میں پڑھ لی جاتی ہے، تاکہ نماز سے فارغ ہوکر جلد ہی منیٰ پہنچ جائیں اور وہاں رمی جمار کرکے قربانی وغیرہ امور سے فراغت حاصل کرلی جائے۔ چونکہ اس دن (دسویں تاریخ ذی الحجہ کو) بہت سے مناسک ادا کرنے ہوتے ہیں اس لئے مزدلفہ میں صبح کی نماز اول وقت ادا کرنا مستحب اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے حضرت اسماء رض نے رمی جمار سورج نکلنے سے قبل ادا کرلی تو غلام نے اعتراض کیا تب انہوں نے وجہ بیان فرمادی کہ عورتوں کو اس کی اجازت دی گئی ہے کیونکہ وہ مردوں کے ہجوم میں پریشانی میں مبتلا ہو جائیں گی۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی معیت کے ذرا ذرا سے واقعات کو یاد رکھتیں اور ان کو پیار و محبت کے لہجے میں سنایا کرتی تھیں۔

ایک دفعہ ایک جگہ سے گذریں تو فرمایا اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا، اس وقت میں اور عائشہ رض بھی موجود تھیں۔ نہایت بہادر اور جری تھیں۔ سعید بن عاص رض کے زمانہ حکومت میں فتنہ پھیلا تو اپنے پاس خنجر رکھا کرتی تھیں۔ کسی نے ان سے پوچھا یہ کیوں؟ فرمایا "اگر کوئی چور آیا تو اس سے اس کا پیٹ چاک کر دوں گی۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "بخار آتش جہنم کی گرمی ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کیا کرو" اس فرمان کو انہوں نے اچھی طرح یاد رکھا، ان کے پاس جو کوئی بخار کی شکایت لے کر آتا، یہ اس کے سینے پر پانی چھڑکا کرتی تھیں، ان کے پاس حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا جبہ بھی تھا، اس کو دھوکر بھی بیماروں کو پلایا کرتی تھیں (جمع الفوائد)

شفا بنت عبداللہ رض!

آپ کا تعلق قبیلہ قریش سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ محبت کرتی تھیں۔ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک تہبند اور اور ایک بستر بنایا تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف لے جاتے تو ان کو یہ پیش کرتیں۔ آپ اس بستر پر آرام فرماتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد یہ تہبند اور بستر تبرکات کے طور پر ان کی اولاد میں محفوظ رہا۔

انہوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے زہریلے جانوروں کے کاٹے کی ایک دعا یاد کر رکھی تھی۔ جو ان کے پاس آتا اس پر دم کرتیں بفضلہ تعالےٰ کو آرام ہو جاتا تھا دعا یہ ہے

بسم اللہ صلوا صلب جبر تعوذا من افواهها فلا تضرا حدا اللّٰھم اکشف الباس رب الناس (جمع الفوائد)

یہ دعا بچھو، بھڑ وغیرہ دوسرے زہریلے جانوروں کے کاٹے میں بفضلہ تعالیٰ مفید ہے

حضرت اسماء بنت یزید رض!

نہایت جلیل القدر، اور بہادر صحابیہ رض ہیں جنگ یرموک میں شریک تھیں اس میں انھوں نے اپنے خیمہ کی چوب سے رومیوں کو ہلاک کیا تھا۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پی کر پیالہ حضرت اسماء کو دے دیا، انہوں نے پیالے کے کنارے پر کوئی جگہ ایسی نہ چھوڑی جہاں منھ لگاکر دودھ نہ پیا ہو اس وجہ سے کہ میرا منھ اسی جگہ سے لگ جائے جہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک لگا ہے، آپ کو بارگاہ نبوت میں بہت زیادہ تقرب حاصل تھا۔ اکثر وبیشتر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دولت کدہ پہ تشریف لے جاتیں اور آپ سے دین کی باتیں دریافت کیا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ انہوں نے دریافت کیا کہ

"خدا نے آپ کو مردوں عورتوں سب کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا ہے ہم عورتیں بھی آپ پر ایمان لائی ہیں اور آپ کی اتباع کرتی ہیں لیکن ہماری اور مردوں کی حالت میں بہت بڑا فرق ہے، ہم پردہ نشین ہیں اس لئے جماعت اور جمعہ میں شریک نہیں ہوسکتیں، اور مرد ہیں کہ جمعہ، جماعت، نماز جنازہ کا ثواب حاصل کرتے ہیں وہ بلا روک ٹوک حج کو بھی جاتے ہیں اور حد یہ ہے کہ جہاد کا ثواب بھی لوٹتے ہیں، لیکن ہم ہیں کہ گھر میں بیٹھ کر ان کی اولاد کو پالتی ہیں، ان کے گھروں کی حفاظت کرتی ہیں چرخہ کاتتی ہیں، ہم کو کیا ثواب؟"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رض کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

"تم نے کبھی کسی عورت کی ایسی گفتگو سنی ہے"

عرض کیا "نہیں"

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء بنت یزید کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ——

"عورت کے لئے خاوند کی رضاجوئی نہایت ضروری ہے، اگر وہ فرائض زوجیت کی ادائیگی کرتی اور خاوند کی مرضی پر چلتی ہے تو وہ برابر مرد کے ثواب میں شریک رہتی ہیں —— جمع الفوائد

حضرت خنساء رض

یہ بہت بڑی شاعرہ گزری ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ بوڑھی ہو چکی تھیں لیکن شوق دیدار میں دور دراز کا سفر اختیار کیا اور جمال جہاں آرا صلی اللہ علیہ وسلم سے دل کو سرور اور آنکھوں کو تازگی حاصل کی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو انہوں نے اپنے اشعار سنائے تو آپ نے ان کی فصاحت پر تعجب فرمایا۔ ان کے متعلق صاحب اسد الغابہ تحریر فرماتے ہیں

"تمام اہل علم اس پر متفق ہیں کہ خنساء کے برابر نہ پہلے اور نہ بعد میں کوئی عورت شاعر پیدا ہوئی —— اسد الغابہ صفحہ ۴۴۲ ج ۵

سیرت کی کتابوں میں بازار عکاظ کا تذکرہ

بقیہ ۱۲

مرسلہ ایم عبدالرحمٰن لودھیانوی (۲)
(شیخوپوری)

مرشدی مولائی حضرت رائے پوری قدس سرہ
کی
کتاب زندگی کا چودھواں باب

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

۸- انوار وکیفیات کی عدم اہمیت

سلوک وطریقت کی ایک بڑی گھاٹی انوار وکیفیات کا شوق، ان کے حصول کی کوشش اور ان کی اہمیت اور عظمت کا احساس ہے۔ بزرگانِ دین کے سوانحیات لکھنے والوں نے ان کے حالات اس طرح سے لکھے ہیں کہ خواہ مخواہ ان چیزوں کو ان کے حالات وکمالات میں نمایاں مقام حاصل ہوگیا ہے اور ذہن ان کی عظمت اور ان حالات کے (جو غیر اختیاری بھی ہیں) مطلوب اور مہتمم بالشان ہونے کے خیال اور عقیدہ سے کسی طرح آزاد نہیں ہونے پاتا۔

حضرت رح کے ہاں ان انوار ومشاہدات ومکشوفات کی بڑی نفی تھی ان کو بجائے سالک کے علوی استعداد و کمال پر محمول کرنے کے اس کے ضعف پر محمول فرماتے تھے کئی بار فرمایا کہ سب سے ابتدائی درجہ یہ ہے کہ آدمی آوازیں سنیں اس سے اونچا درجہ ہے کہ انوار نظر آئیں اس سے اونچا درجہ ہے کہ خواب کثرت سے نظر آئیں اور ان کو بیان کرتے وہ نہ تھکے، سب سے اعلےٰ درجہ یہ ہے کہ ان میں سے کچھ بھی نہ ہو۔

فرماتے طبیعتیں دو طرح کی ہیں ملکوتی وجبروتی ملکوتی طبیعت والے کو اس طرف کی چیزیں بہت نظر آتی ہیں، جبروتی طبیعت والے کو کچھ نظر نہیں آتا اور وہ افضل ہے۔

انوار ومشاہدات محنت وریاضت سے تعلق رکھتے ہیں اور ان میں اسلام وایمان کی بھی شرط نہیں ہے ان میں لغزش اور غلط فہمی کے بھی بڑے خطرے ہیں مولوی علی احمد صاحب مرحوم نے اپنے بیاض میں حضرت رح کا ایک ملفوظ نقل کیا ہے جس میں اس بات کی صراحت ہے وہ لکھتے ہیں۔

"خاں محمد یوسف خاں صاحب نے دریافت کیا کہ سلطان الاذکار کسے کہتے ہیں فرمایا دو قسم کا ہوتا ہے ایک حقیقی دوسرا غیر حقیقی۔ حقیقی یہ کہ قلب مشاہدۂ حق میں مستغرق رہے اور غیر حقیقی یہ کہ اللہ اللہ کرے اور قلب میں کچھ گرمی پیدا ہو جائے۔

فرمایا انوار کا نظر آنا کوئی ضروری نہیں یہ تو محنت وریاضت سے غیر مسلموں کو بھی حاصل ہو جاتے ہیں، وہ چیز کسطرح معیار فضیلت ہو سکتی ہے؟ جو غیر مسلموں میں بھی پائی جاتی ہو پھر ہمارا ان سے امتیاز کیا ہوگا۔ بہت خوش قسمت ہیں وہ طبائع جن کو کچھ نظر نہیں آتا اور مقصود تک رسائی ہو جاتی ہے کیونکہ بچلنے کا اندیشہ نہیں بخلاف ان کے جن کو انوار نظر آتے ہیں کیونکہ ان کے بچل جانے اور گمراہ ہو جانے کا خطرہ ہے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ طبائع چار قسم کے ہیں اوّل وہ جنہیں اللہ سے محبت اور اس کے غیر و خلاف سے بُعد دائم رہتا ہے۔ دوسری وہ جنہیں یہ جذبات جب کوئی ایسا موقع آئے جو ان جذبات کو ابھارنا والا ہو تب زیادہ نمایاں معلوم ہوتے ہیں تیسری وہ جنہیں اکثر خوابوں میں حالات دکھائی دیتے ہیں چوتھی وہ جنہیں بیداری میں کشف ہوتا ہے۔ ان طبائع کا مرتبہ بھی اسی ترتیب سے ہے آخری ناقص شمار ہوتی ہے اور زیادہ ترقی نہیں کر سکتی

۹- سالک کی ترقی اور محمود واطمینان بخش کیفیت

حضرت رح کے نزدیک ان آثار وکیفیات ومقامات کو زیادہ اہمیت حاصل نہ تھی جن کو عام طور پر سالک کی ترقی باطن، علو مرتبت اور وصول کی علامت سمجھا جاتا ہے اور بہ ظاہر وہ نہایت محمود اور قابل ستائش ومبارکباد سمجھے جاتے ہیں۔ حضرت رح کے نزدیک اپنی نااہلی کا احساس اور اپنے کو سب سے ادنیٰ اور کسی قابل نہ سمجھنا، اس راہ کی سب سے اونچی بات ہے اور اسی میں سالک کی حفاظت اور اس کی ترقی کا راز ہے۔

ایک خط کے جواب میں فرماتے ہیں جناب والا نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کے بارے میں یہ عرض ہے کہ جب تک آپ اپنے آپ کو لاشئے اور سب سے کم اور حقیر اور اپنی تمام مساعی کو عدم کمال سمجھتے رہیں گے تب ہی تک معاملہ ٹھیک رہے گا۔ اور انشاءاللہ ترقی ہوتی رہے گی اور جب انسان یہ سمجھنے لگ جائے گا بس اب میں بہت کچھ ہو چکا تو سمجھئے کہ کھویا گیا ترقی سے رک گیا اور تکبر میں پھنس گیا

۱۰- دوامِ ذکر وسعیٔ مسلسل

حضرت رح کے نزدیک سلوک کی کوئی انتہا نہیں تھی اس سلسلہ میں کوشش کرتے رہتے ہیں اور ذکر کی مداومت کی تاکید فرماتے ایک دفعہ فرمایا میں ابھی ابھی چل رہا ہوں تم کو ایسی جلدی ہے مولوی عبداللہ فاروقی کو دیکھو کہ کہاں حضرت شیخ الہند رح سے محبت اور بیعت تھی اب میرے پاس ہیں ابھی چل ہی رہے ہیں —

اپنی سعی ومحنت کی ضرورت

تصوف کے بعض حلقوں اور عوام میں بزرگان دین کے بعض خصوصی نافعات وکیفیات کی بنا پر یہ خیال پھیلا ہوا ہے کہ اہل قلوب جس وقت جس کو دولت باطنی عطا فرمانا چاہیں بلا استعداد وذاتی سعی ومحنت عطا فرما سکتے ہیں ایسے واقعات کی صحت اور امکان میں شبہ نہیں جب کسی صاحب باطن نے اپنی یا طالب کی کسی خاص کیفیت پر جو بعض اوقات سعی ومحنت کی قائم مقام بنجاتی ہے باذن خداوندی اس پر نسبت باطنی

یا کسی خاص حال کا اضافہ فرمایا لیکن یہ کوئی عمومی ضابطہ اور اختیاری چیز نہیں ہے عمومی طور پر اپنی سعی و محنت ہی کی ضرورت ہوتی ہے اور اسی میں دوام و استقلال ہے حضرتؒ اسی پر زور دیا کرتے تھے ایک مرتبہ فرمایا کہ ہم نے حضرت مخدوم شیخ علی صابر پیران کلیری کے مزار پر مراقبہ کیا ہمارے دل میں تو یہی آواز آئی کہ اپنا کرنا اپنا بھرنا،،

کسی دوست نے عرض کیا کہ حضرت ماں اپنے بچہ پر کتنی شفیق ہوتی ہے کہ سوئے ہوئے بچہ کو اٹھا کر دودھ پلاتی ہے اگر بچہ بھوکا ہو تو اس کی چھاتیوں میں ایک قسم کی تحریک سی پیدا ہو کر اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ بچہ بھوکا ہے مگر بزرگ لوگ ماؤں سے زیادہ شفیق ہوتے ہیں اس لئے ان سے ایسی امیدیں باندھی جا سکتی ہیں اس پر حضرت رح نے فرمایا کہ بھئی ماں کا کام تو اتنا ہی ہوتا ہے کہ چھاتی بچہ کے منہ میں دیدے مگر اگر بچہ ہی مردہ ہو۔ اور ہونٹ ہلا کر دودھ کو نہ چوس سکے اور اپنے پیٹ میں نہ پہنچا سکے تو اس میں ماں کا کیا قصور ہے اور اس کی شفقت میں کیا فرق آسکتا ہے

۱۱۔ سالک کی ترقی اور احساس نسبت کا فقدان

حضرت رح ان آثار و کیفیات پر مجتہدانہ نظر رکھتے تھے جو سالک کو پیش آتی ہیں اس راہ میں جو گھاٹیاں آتی ہیں اور جو تغیرات اور ترقیات ہوتی ہیں حضرت رح ان پر گہری نظر رکھتے تھے بعض مرتبہ سالک کو ایک عرصہ تک ذکر کرنے اور کیفیات کے حصول کے بعد یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ وہ ان کیفیات سے بالکل خالی ہو گیا اور وہ اس کو اکثر تنزل اور حرمان اور کسی گناہ کی سزا سمجھنے لگتا ہے۔ حضرت رح اس کی حقیقت سمجھتے تھے اور اکثر ان مشکلات کے موقعہ پر تسلی و تشفی فرماتے تھے اور حقیقتِ حال کی وضاحت فرماتے، مولانا محمد صاحب انوری لکھتے ہیں

"ایک بار عرض کیا کہ شروع شروع میں تو آثار ذکر سے سینہ میں گرمی محسوس ہوتی تھی بلکہ دل سے ذکر کی آواز سنائی دیتی تھی پھر یہ حالت نہیں رہی اور رقت بہت ہوتی تھی اور بعد میں ہر کیفیت بالکل زائل ہو گئی فرمایا کہ زائل نہیں ہو گئی جزوِ بدن بن گئی احساس ختم ہو گیا یہ مبارک ہے۔ جب تک کھانا ہضم نہیں ہوتا پیٹ میں گرانی سی رہتی ہے اور جب بدن کا جزو بن جاتا ہے تو گرانی کچھ بھی محسوس نہیں ہوتی۔

۱۲۔ تصوف دینی کاموں کی حیات و قوت کا ذریعہ

عرصۂ دراز سے کچھ تو تصوف کی غلط نمائندگی و ترجمانی کی وجہ سے اور کچھ تصوف کے بعض علم برداروں کے بے عملی تعطل اور جمود کی وجہ سے تصوف کو بطالت (بیکاری)، کا مشغلہ اور دعوت فرار کا مرادف سمجھا جانے لگا۔ حضرتؒ کو اس بات کا بڑا یقین اور اصرار تھا کہ تصوف بجائے تعطل اور بے عملی کے دینی کاموں کی زندگی اور طاقت کا سرچشمہ ہے آپ کا خود جس سلسلہ سے تعلق تھا اس کے متعدد شیوخ و اکابر سر فروش مجاہد اور جلیل القدر مصلح اور داعی الی اللہ گزرے ہیں

۱۳۔ صحبت کی تاثیر اور قوت نسبت اور اشراف علے الخواطر

مقبولین بارگاہِ الٰہی اور شیوخ کاملین کی زندگی میں اگر اللہ کو منظور ہوتا ہے تو خوارق عادات اور کشوف و کرامات کا بکثرت ظہور ہوتا ہے۔ واقفین اور اہل علم کو اس کے ثبوت کے لئے کسی علمی دلیل اور بحث و استدلال کی ضرورت نہیں کشوف و کرامات نصوصِ صحیحہ سے ثابت اور تاریخ میں تواتر کے ساتھ منقول ہیں اہل سنت کے عقائد کی کتابوں میں تصریح ہے کہ کرامات اولیاء حق ہیں۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ جیسے محقق اور نقاد نے بھی لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کے کرامات کے واقعات حد تواتر کو پہنچ گئے ہیں لیکن چونکہ زمانہ کا ذوق بہت بدل چکا ہے تذکرہ نگاروں نے بزرگوں کی سوانحیات میں اتنی فیاضی اور افراط سے کام لیا ہے کہ اہل علم کا مذاق اب ان سے اکتا چکا ہے۔

حضرتؒ کے علوئے مقام، مقبولیت عنداللہ قوت نسبت، صحبت کی برقی تاثیر، اور قلب کی اس کیفیت کا اندازہ ہوتا ہے جو خاصانِ خدا اور واصلینِ بارگاہ کو حاصل ہوتی ہے۔

چند واقعات نقل کئے جاتے ہیں جو بعض صاحب علم اور پختہ کار ثقہ راویوں نے بیان کئے ہیں اور خود ان کے ذاتی تجربات اور مشاہدات ہیں

مولانا سعید احمد ڈونگوی بیان فرماتے ہیں

ایک دفعہ ڈھڈیاں کے قیام میں جب صبح حضرتؒ سیر کو تشریف لے گئے تو مسجد میں بیٹھ کر اور کپڑا لے کر بہت رویا کہ ۱۸ سال ذکر کرتے ہو گئے مگر تا ہنوز کچھ بھی نہیں ہوا حضرتؒ کے تمام متوسلین کے پیچھے رہا اور نالائق کسی کام کا آدمی نہیں ؎

مرا اے کاش کہ مادر نزادے

ایک گھنٹہ سے زیادہ روتا ہی رہا کہ حضرتؒ تشریف لے آئے اور مجلس لگی میں نے اپنا منہ دھویا اور وضو کر کے حضرت کی مجلس میں جا بیٹھا حضرتؒ نے فرمایا کہ بعض ذاکرین سمجھتے ہیں کہ ہم کچھ نہیں ہوئے اور بہت روتے ہیں بھلا اللہ کے بندو، اور کیا آسمان پر چڑھ جاؤ گے، اللہ نے اپنا نام لینے کی توفیق بخشی اور ٹوٹا ہوا دل مرحمت فرمایا اس پر حضرت رح نے ایک گھنٹہ تقریر فرمائی اور پھر مجھے فرمایا کہ مولوی صاحب کچھ سمجھ گئے ہو، مجھے اس وقت اتنا بسط ہوا کہ معلوم ہوا کہ ہفت اقلیم کی سلطنت مل گئی۔

مولوی سعید احمد ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہیں

ایک دفعہ مجھے خارش کا مرض شدید ہو گیا ڈاکٹروں اور حکیموں سے بڑے بڑے علاج کروائے مگر افاقہ نہیں ہوا حضرتؒ نے مجھے علاج کرانے کے لئے رائے پور بلوالیا وہاں ...... بہت علاج ہوا اور حکیم صاحب نے بڑی کڑوی دوائیں پلائیں مگر کچھ بھی افاقہ نہ ہوا رات کو نیند نہیں آتی تھی تمام رات جاگتا ہی رہتا تھا۔ اور کھجلاتا رہتا تھا حضرت رح پیشاب کرنے جا رہے تھے مولوی عبدالمنان صاحب سے دریافت فرمایا کہ یہ کون جاگ رہا ہے بتایا گیا کہ سعید احمد کھجلا رہا ہے۔ اس کو نیند نہیں آتی حضرت اقدس رح نے فرمایا اللہ تعالےٰ اپنے مخلص بندوں کے اسی طرح درجات بلند فرماتے ہیں ہمارے

قسط (۳)

اللہ کے نیک بندوں کی فراست اور کرامات

راس المحققین اسوۃ الصالحین حضرت مولانا سید امین الحق صاحب شیخوپوری

حضرت عائشہؓ اور حضرت ابی ہریرہؓ نے بھی ابن عباسؓ کی طرح اسی طرح حضورؐ سے روایت کیا ہے۔ حافظ ابن قیم رح نے کتاب الروح میں لکھا ہے مطرف بن عبداللہ اپنے گھر واپس جا رہے تھے قبرستان پر گزرے، آپ نے دیکھا کہ اہل قبور اپنی قبروں سے باہر بیٹھے ہیں اور کہا یہ مطرف ہے جمعہ پڑھ کر واپس جا رہا ہے۔ عمرو بن دینار فرماتے ہیں۔ اموات یہ جانتے ہیں کہ ان کے بعد ان کے گھر میں کیا ہوتا ہے مجاہد فرماتے ہیں اموات اپنی قبروں میں اپنی اولاد کی صلاح سے خوش ہوتے ہیں۔ یہ حضرات کبار تابعین اور حفاظ حدیث کے ائمہ ہیں ۹۵ھ ۱۲۶ھ میں ان حضرات نے وفات پائی ہے اور قبروں میں اموات کی یہ حالات بیان کرتے ہیں جو آپ نے پڑھ لئے ہیں۔ ابن تاس فرماتے ہیں میں ایک دن قبرستان سے گزرا ایک جنازہ تھا۔ میں نے جنازہ پڑھا پھر ایک طرف ہو کر میں نے نماز پڑھی اور ایک قبر سے تکیہ لگا کر بیٹھ گیا۔ اللہ کی قسم میرا دل جاگ رہا تھا کہ اس قبر سے آواز آئی تکیہ مت لگاؤ مجھے تکلیف مت دو تم جانتے بھی ہو اور عمل بھی کرتے ہو اور ہم جانتے تو ہیں مگر عمل نہیں کر سکتے اس صاحب قبر نے ابن تاس کی نماز کو دیکھا اور اس کو تکیہ لگانے سے بھی منع فرمایا۔ مذکورہ سنن آثار اور تابعین کے اقوال سے یہ ثابت ہوا کہ اموات میں اس درجہ اور اس قسم کی زندگی ہے کہ وہ اپنے قریب کئے ہوئے اعمال کو دیکھتے ہیں اور قبر کو تکیہ لگانے والے کو روکتے ہیں اور اپنی اولاد کی صلاح سے خوش ہوتے ہیں اور اپنے واقف گزرنے والے کو جانتے ہیں کہ وہ کون ہے اور جو ان کو سلام کرتے ہیں ان کے سلام کا جواب دیتے ہیں اگر اللہ تعالٰے بھی اموات کے زائر کو اتنی قوت اور توفیق بخشتا ہے کہ وہ بھی اموات کے حال کو دیکھے اور ان کی بات کو سنے جبکہ وہ دیکھتا بھی ہے اور سنتا ہے اور بولتا بھی ہے تو اس پر انکار اور تعجب کی وجہ سوا اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایسے صاحب حال زائر کے حسد اور بغض و مخالفت سے منکر اور متعجب کا دل گندا پڑا ہے۔

روحانی مقامات کے القاب ہیں

جن حضرات نے اصلاح و تزکیہ کا ارادہ کیا ہے اور اس راہ کے مناسب اعمال و اخلاق کو اختیار کر لیا ہے اور اس راہ کے موانع اور منافی امور سے تورع اور تجنب کی راہ چلتے ہیں تو اللہ تعالٰے سبحانہٗ کی توفیق ایسے حضرات کے شامل حال ہو جاتی ہے اور جب ابتدائی منازل سے گزر کر ترقی کی راہ میں قدم رکھتے ہیں اور ان کی ترقی ہوتی ہے تو یہی ایسے حضرات کے ارتقاء کے منازل ہیں اور جن حضرات کو ایسے منازل کی اطلاع ہوتی ہے اور ارتقاء کی علامت اور آثار کی شناخت ہے تو وہ جانتے ہیں کہ اس راہ کا راہ رو کس مقام پر پہنچا ہے اور کون سے مقام پر جا رہا ہے ان تمام مقامات سے جو سب سے اونچا ہے اور اس پر جو صاحب فائق ہے اس کا نام قطب ہے۔ اور اس صاحب کو قطب اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ تمام مقامات اور احوال کا جامع ہے اور اپنے زمانہ کا سید ہے اور باقی تمام دوائر اس کے اردگرد چکر کھاتے ہیں۔ ابن عابدین رح نے اپنے رسائل میں لکھا ہے

شیخ عبدالرزاق قاشانی رح فرماتے ہیں قوم کی اصطلاح میں ایسے کامل انسان کا نام قطب ہے جو مقام فردیت پر متمکن ہو اور خلق کے احوال اس کے گرد گھومتے ہیں اور یہ قطب اگر عالم شہادت میں مخلوق کی نسبت سے قطب تو جب وہ وفات پاتا ہے تو ابدال میں سے جو سب سے آگے ہے وہ اس کا بدل اور خلیفہ ہوتا ہے اور اگر یہ قطب عالم غیب اور عالم شہادت کی تمام مخلوق کی نسبت سے قطب ہے اور کوئی اس کا بدل اور خلیفہ نہیں ہوتا اور خلائق میں کوئی اس کا قائم مقام نہیں ہوتا ہے تو وہ قطب الاقطاب ہے نہ اس سے پہلے کوئی ایسا قطب گزرا ہے اور نہ اس کے بعد کوئی اس کا خلیفہ ہوگا اور وہ روح المصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ قاشانی رح کے قریب قریب سیدی ابن عربی رح نے بھی یہی لکھا ہے۔ اگرچہ اس کے اطلاق میں کچھ توسیع کی ہے۔ مگر یہ شرط ہے کہ اس کے ساتھ اضافت مذکور ہو اور مطلق قطب کے وہی معنے ہیں جو قاشانی رح نے لکھا ہے اور قطب اپنے زمانہ میں ایک ہوتا ہے۔ روحانی اعتبار سے وہ حق کے گرد ہوتا ہے اس کے لئے کوئی تحیر نہیں ہے اور جسد کے اعتبار سے وہ مکہ معظمہ یا کسی اور مقام کے ساتھ مخصوص اور پابند نہیں ہے بلکہ جہاں اللہ چاہے اسے رکھے۔ قطب اور غوث ایک ذات اور ایک مقام کے دو نام ہیں اور بعضے علماء نے قطب اور غوث کو رجال الغیب بھی کہا ہے اس لئے کہ وہ لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ رہتے ہیں بہت کم ایسے حضرات ہیں۔ جن کو قطب اور غوث کی زیارت ہوتی ہے اور ہوئی ہے

قطب، ابدال، نجباء، نقباء، رفقاء ارباب مقامات کے القاب ہیں اور ایسے ارباب مقامات کی تعداد میں اور مواطن میں اہل علم کے اقوال میں اختلاف ہے مگر بات یہ ہے کہ جن حضرات نے زیادہ تعداد بتائی ہے انہوں نے تمام کا استقصاء کیا ہے اور جن حضرات نے کم تعداد لکھی ہے۔ انہوں نے اس درجہ میں جو زیادہ معروف اور بڑے تھے ان کا ذکر کرنا چاہا ہے اور ان ارباب مقامات میں بعضے حضرات کے لئے کوئی مخصوص اور متعین مقام نہیں ہے بلکہ کبھی ایک مقام پر ہوتے ہیں اور کبھی دوسرے مقام پر۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت محمدیہ کے سب سے پہلے قطب حضرت ابوبکر صدیق رضؓ ہیں اور حضرت عمرؓ ہیں اور آپ کے بعد حضرت عثمانؓ

ہیں اور آپ کے بعد حضرت علیؓ ہیں اور خلفائے محمدیین میں امام مہدی سب سے آخری قطب ہیں۔

اعتراض

حافظ ابن جوزی رح کو یہ اعتراض ہے ہے کہ ان بلند مقامات پر جو حضرات فائز ہیں اور ان کے مذکورہ القاب اور اسمار ذکر کئے جاتے ہیں سنن اور آثار ہیں ایسے القاب اور اسمار ثابت نہیں ہیں - حافظ سیوطیؒ نے اپنے فتاویٰ الحاوی میں اور ابن عابدین رح نے اپنے رسائل میں حافظ ابن جوزی رح کے جواب میں حفاظ حدیث سے ایسی روایات کی تحسین اور تصیح نقل کی ہے جن میں یہ القاب مذکور ہوتے ہیں اور حافظ ھیثمی رح نے ان تمام روایات کو اپنی کتاب مجمع الزوائد کی دسویں جلد میں چونکہ ایک باب میں ذکر کیا ہے اس لئے میں حافظ ھیثمی رح کی کتاب سے ان روایات اور ان کی تصیح اور تحسین کو یہاں ذکر کرتا ہوں۔

شریح ابن علید رح فرماتے ہیں حضرت علیؓ کے سامنے اہل شام کا ذکر کیا گیا لوگوں نے کہا امیر المومنین ہم ان پر لعنت کریں حضرت علیؓ نے فرمایا نہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ شام میں چالیس ابدال ہونگے ان میں سے جو ایک بھی وفات پاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کی جگہ دوسرے کو اس کا بدل کرتا ہے اور انہیں کے سبب سے ان پر مینہ برسے گا اور ان کی مدد کی جائے گی اور اہل شام سے عذاب دفع ہوگا - امام احمدؒ نے اس کو روایت کیا ہے اور شریح ابن علید کے سوا اس روایت کے تمام رواۃ بخاری کے رجال ہیں اور شریح ابن علید ثقہ ہے اس نے مقدادؓ سے سُنا ہے اور حضرت مقدادؓ حضرت مقدادؓ حضرت علیؓ سے بہت پہلے ہیں۔

عبادہ ابن صامت فرماتے ہیں حضورؐ نے فرمایا اس امت میں خلیل الرحمٰن کی مثل تیس ابدال ہوں گے" امام احمدؒ نے اس کو روایت کیا ہے اس روایت میں عبدالواحد ابن قیس کے علاوہ تمام رواۃ بخاریؒ کے رجال ہیں عجلی اور ابوذرعہ نے عبدالواحد ابن قیس کی توثیق کی ہے حضرت انسؓ فرماتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلیل الرحمٰن کے مثل چالیس آدمیوں سے زمین ہرگز خالی نہیں ہوگی انہیں کے سبب سے بارش مانگی جائے گی اور مدد مانگی جائے گی اور ان میں سے جو بھی وفات پاتا ہے اللہ تعالےٰ اس کی جگہ دوسرے کو کھڑا کرتا ہے۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں ہم اس میں شک نہیں کرتے تھے کہ حسن بصری رح بھی ان چالیس میں سے ہیں طبرانی رح نے اس کو روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند حسن ہے (مجمع الزوائد)

حافظ سیوطیؒ اپنی کتاب الحاوی میں لکھتے ہیں "حسن بصری رح فرماتے ہیں۔ اللہ کی زمین ستر صدیقوں سے ہرگز خالی نہیں ہوتی ہے اور صدیقین ابدال ہیں"

خالد ابن معدان رح فرماتے ہیں اللہ تعالےٰ نے زمین کی شکایت کا جواب دیتے ہوئے فرمایا میں تجھ پر چالیس صدیقین شام میں چھوڑوں گا"

اور بلال خواصؒ نے فرمایا امام احمدؒ صدیق ہیں" حسن بصری رح خالد ابن معدانؒ جلیل القدر تابعین ہیں اور بلال خواص رح اس فن کے امام ہیں ان کے اقوال اور روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ابدالیت اور صدیقیت ایک مقام ہے اور اس صاحب مقام کا لقب ابدال اور صدیق ہے اور مسند امام احمد رح حدیث ۶۶۵ اور حدیث ۱۲۶۲ء اور مجمع الزوائد ص۱۵۶ میں حضرت علی کی روایت میں رفقار نجباء اور نقباء کے القاب اور ان کے اسمائے گرامی مذکور ہیں - حضرت علی رضؓ حضرت ابوبکر رضؓ حضرت عمر رضؓ عبداللہ ابن مسعود رضؓ ان میں شامل ہیں - اگر ارباب تصوف کے ائمہ علم نے اپنی اصطلاح میں مذکورہ القاب اور اسمار کا ذکر کیا ہے تو مذکورہ صحیح اور حسن روایات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی وہ القاب اور اسمار ثابت ہیں اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ حافظ ابن جوزیؒ کا انکار کرنا محض اس کی زیادتی ہے۔

حضرات ابدال کے وظائف

مذکورہ روایات میں ابدال کے وظائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ ابدال کے سبب بارش کی جائیگی۔ دشمن کے مقابلہ پر نصرت کی جائے گی اور لوگوں سے عذاب دفع کیا جائے گا "حضورؐ کے اس ارشاد میں بعضے حضرات کو اشکال ہوا ہے اور اشکال کی وجہ صرف یہی ہے کہ حضورؐ کے ارشاد میں معنے مراد کو صحیح نہیں سمجھا ہے اس لئے میں ابن عابدین رح کے رسائل اور حافظ سیوطیؒ کے فتاویٰ الحاوی سے جو حضورؐ کے ارشاد میں معنے مراد ہے اس کی تشریح نقل کرنا چاہتا ہوں۔

عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا حضرات ابدال اللہ تعالےٰ سے اکثار امم کی دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالےٰ ان کی دُعا سے ان کو بڑھاتا ہے اور جابر ظالموں پر بد دعا کرتے ہیں اللہ تعالےٰ ان کے ظلم اور جبر کو مغلوب اور ذلیل کرتا ہے اور وہ بارش برسانے کی دعا مانگتے ہیں تو ان پر بارش برسائی جاتی ہے اور وہ دعائیں مانگتے ہیں اور ان کی دعاؤں سے اللہ تعالےٰ انواع بلا کو دفع کرتا ہے۔ (تاریخ ابن عساکرؒ)

حضرت کنانیؒ فرماتے ہیں۔ جب عوام کو ضرورت پیش آتی ہے عوام پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو امت کے نقباء عاجزانہ دعائیں مانگتے ہیں پھر نجباء پھر ابدال پھر اخیار پھر عمد، اگر ان کی دعا سن لی گئی تو فبہا ورنہ پھر غوث گڑگڑا کر اللہ سے اس وقت تک دعائیں مانگتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کی دعا سن لے اور عوام پر رحم فرمائے۔ ایسے حضرات اکابرین امت کے اپنے وظائف اس طرح ادا کرتے ہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضؓ نے اور حضرت کنانیؒ نے بیان فرمایا ہے۔

ابن عساکر رح نے اور خطیب رح نے اپنی تاریخ میں عبداللہ ابن مسعود رح اور حضرت کنانی رح کا یہ قول نقل کیا ہے اس کے معنے یہ نہیں کہ حدیث میں ابدال کے مذکورہ وظائف کی مراد یہ ہے کہ حضرات ابدال کائنات کے نظام چلانے میں نعوذ باللہ اللہ کے شریک ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ عوام کی تکلیف ضرورت اور حوادث کے وقت یہ حضرات اللہ تعالےٰ سے بسر راحت اطمینان اور فتحیابی کے لئے دعائیں مانگتے ہیں اور اللہ تعالےٰ ان کی دعاؤں کو سنتا اور قبول فرماتا ہے - حوادث اور نوائب کی تبدیلی اللہ ہی کرتا ہے مگر ان حضرات کی دعائیں عوام کے لئے شامل حال ہوتی ہیں اور عوام کے لئے اللہ کے احسان اور فضل کو حاصل کرتی ہیں اگر آپ نے یہ سمجھ لیا ہے اور خوب سمجھ لیا ہے تو یہ سمجھ لیجئے کہ کسی صاحب کو یہ اعتراض

نہ ہونا چاہیئے۔ کہ ہفتہ وار خدام الدین کے شمارہ میں حضرت مولانا رح کو قطب الارشاد بھی لکھا گیا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ تکوینی معاملات میں تصرف کرتا ہے اور اپنے علاقہ کے تکوینی نظام کو چلاتا ہے۔ تو خدا کی قسم اس عقیدہ میں شرک کی آمیزش پائی جاتی ہے، اس لئے کہ اللہ کے تکوینی نظام اور تکوینی معاملات میں کسی کو بھی دخل نہیں ہے قطب اور دوسرے حضرات کا وظیفہ صرف اس قدر ہے کہ یہ حضرات مخلوق کی راحت اور اطمینان کے لئے اللہ سے گڑگڑا کر دعائیں کرتے ہیں۔ اس لئے اعتراض فضول ہے۔

حضرات ابدال کی شناخت کی علامات

ابن عابدین رح اپنے رسائل میں لکھتے ہیں "ابن عمر رض فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں خیار امت ہر زمانہ میں پانچسو اور ابدال چالیس ہوں گے" صحابہ رض نے عرض کیا ہمیں ایسے حضرات کے اعمال بیان فرمایئے حضور ع نے ارشاد فرمایا۔ "جو ان پر ظلم کرتے ہیں وہ ان سے درگزر کرتے ہیں اور جو ان سے برائی کرتے ہیں ان کے ساتھ احسان کرتے ہیں اور رب نے جو اُن کو فضل دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور لوگوں سے مواسات کرتے ہیں" حضرت معاذ رض فرماتے ہیں تین ایسی خصلتیں ہیں جن میں وہ موجود ہوں گی تو وہ ابدال میں سے ہے۔ رضا باللہ اور اللہ کے محارم سے صبر، اور اللہ کی ذات میں غضب۔"

(سیرت حلبیہ)

اور حافظ سیوطی رح لکھتے ہیں۔

"ابو درداء رض صحابی فرماتے ہیں حضور ع کی امت میں اللہ تعالےٰ نے ابدال قائم فرمائے اور وہ حضرات صوم، صلوٰۃ اور تسبیح کی کثرت میں لوگوں پر فائق نہیں ہوتے بلکہ حسن خلق ورع میں صدق اور نیت میں حسن اور قلوب میں تمام مسلمانوں کے لئے سلامتی اور اللہ کے لئے نصیحت کرنے میں ان کو فضیلت اور تفوق بخشا جاتا ہے۔" (حکیم ترمذی)

سہل ابن عبداللہ فرماتے ہیں کم بات کرنا، کم کھانا، کم سونا اور لوگوں سے الگ ہونا یہ چار امور ہیں جن سے

حضرات ابدال

حضرات قارئین!

آپ نے حضرات ابدال کی شناخت کی علامات پڑھ لی ہیں۔ آپ سوچیئے! اور خوب سوچیئے کہ کیا حضرت مولانا رح کی ذات اور حیات میں یہ مذکورہ علامات آپ کو مل سکتی ہیں!

حضرت مولانا رح نے بیواؤں پر یتیموں پر اور بعض ضرورت مند اہل علم پر اللہ کا دیا ہوا صرف کیا ہے۔ میں شخصی طور بھی بعض اہل علم کو جانتا ہوں جن کو حضرت مولانا رح اپنے صاحبزادگان کے ہاتھ سے نہایت خاموشی کے ساتھ وظائف پہنچاتے رہے ہیں اور وقت پر اپنے گھر سے کھانا پہنچایا ہے اور میں نے خود دیکھا ہے کہ بیواؤں کو اپنے ہاتھ سے روپیہ تقسیم کیا ہے اور چار سال سے متواتر ہر جمعرات کو حضرت مولانا کو ناشتہ میں صرف ایک چائے کی پیالی پیتے ہوئے دیکھا ہے اور اسی پر حاجی دین محمد صاحب کے کارخانہ میں تالیف وتصنیف میں تمام دن گذارا ہے۔ میری دکان پر متعدد دفعہ حضرت مولانا رح کو تشریف لانے کا اتفاق ہوا اور تمام دن سے کچھ نہیں کھایا تھا اور شام کو کھانے کے وقت اتنا کھایا کہ چار سال کا بچہ بھی اس سے زیادہ کھا جاتا ہے اور اعتزال کا یہ حال تھا کہ لوگوں سے ملنے جلنے اور کسی کے ہاں آنے جانے کی آپ کو قطعًا عادت نہیں تھی اور لوگ دو دو تین تین دن سے ملنے کا انتظار کرتے تھے قلت کلام کی یہ حد تھی کہ دو دو تین تین گھنٹے مجلس میں تشریف رکھتے تھے۔ مگر خاموش رہتے تھے حسن نیت کو تو اللہ ہی خوب جانتا ہے لیکن حسن اخلاق پر آج تک کسی مخالف نے بھی حرف گیری نہیں کی۔ کسی انسان کا کوئی حق بھی حضرت مولانا رح کے ذمہ باقی نہیں رہا ہے اور صدق ورع کا یہ حال ہے کہ کسی کے گھر کا کھانا بہت کم آپ شوق فرماتے تھے۔ میرے اصرار پر مجھ سے شیخوپورہ آنے کا وعدہ فرمایا مجھ سے ایک صاحب نے یہ وعدہ لیا تھا کہ حضرت مولانا جب تشریف لائیں گے تو میرے ہاں کھانا کھائیں میں نے یہ عرض کر دیا تو فرمایا میں ضرور آؤں گا مگر جس کا تو نام لیتا ہے اس کے گھر کھانا نہیں کھاؤں گا۔ کوئٹہ نواب صاحب کی باربار کی دعوت پر تشریف لے گئے تھے مگر حضرت مولانا عرض محمد صاحب مدظلہ کے مکان پر ٹھہرے نواب صاحب کے ہاں ٹھہرنا اور کھانا کھانا پسند نہیں فرمایا۔ تمام عمر انجمن کے سرمایہ سے کبھی ایک پیسہ اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے روا نہیں رکھا کبھی کسی مسلمان کا گلا اور کسی مسلمان کی خیر خواہی میں دریغ نہیں کیا۔ تمام عمر اللہ کے لئے مسلمانوں کو نصیحت کی۔ مخالفین نے آپ کو اذیتیں دیں مگر ان کے ساتھ احسان سے پیش آئے۔ بعض لوگوں نے آپ پر زیادتی کی مگر آپ نے درگزر فرمایا۔ اگر حضرت مولانا کی ذات اور حیات میں یہ مذکورہ امور ملتے ہیں جو ابدال کی شناخت میں اہل عرفان کے ائمہ علم نے بیان فرمائے ہیں اور یقینًا ملتے ہیں تو ہمیں حضرت مولانا رح کے اس مقام میں فائق ہونے پر خوشی محسوس کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ امت محمدیہ کے ارباب فضائل کی قدر کرتا ہے اور اپنی عنایات سے بلند مقام پر سرفراز فرماتا ہے۔

بقیہ :- حضرات صحابیات کی تابناک زندگیاں صفحہ سے آگے

آتا ہے، وہاں ان کا نام بھی ذکر کیا جاتا ہے جنگ قادسیہ میں اپنے بیٹوں کو رخصت کرتے وقت انہوں نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس سے ایمان تازہ فرمائیے۔

پیارے بیٹو ! تم نے ہجرت اور اسلام اپنی مرضی سے اختیار کیا ہے تمہارے یہاں قحط بھی نہیں پڑا تھا جو تم اپنی بوڑھی ماں کو یہاں دعراق کی جنگ میں ، لائے خدا کی قسم تم ایک ماں باپ کی اولاد ہو میں نے نہ تو تمہارے باپ کی خیانت کی ، اور نہ تمہارے ماموں کو ذلیل و رسوا کیا۔ تم جانتے ہو کہ دنیا سرائے فانی ہے ، اور کافروں سے لڑنے میں بڑا ثواب ہے ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا ـــــ

اس لئے صبح ہی اٹھ کر جہاد کی تیاری کرو اور آخری دم تک لڑو ! ـــــ "

چنانچہ صبح کو دونوں بیٹوں نے بہادری سے کافروں کا مقابلہ کیا بالآخر شہید ہو گئے ؎

ہائے اسلام ترے چاہنے والے نہ رہے
جن کا تو چاند تھا افسوس وہ ہالہ نہ رہے

آج کل عورتیں بھی ہیں اور مرد بھی ہیں مگر افسوس کہ ان میں سے اکثر میں روح اسلام نہیں ہے ؎

دل مرکز حیات ہے اور زندگی نہیں
اک شمع جل رہی ہے مگر روشنی نہیں

اچھا اب میں رخصت ہوتا ہوں کچھ دنوں کے بعد کچھ تلاش کر کے پھر پیش کروں گا خدا حافظ ؎

اب تو جاتے ہیں میکدے سے امیر
پھر ملیں گے اگر خدا لایا !

بقیہ :- مرشدی و مولائی حضرت رائپوری رح

مولوی صاحب کے درجے بلند ہو رہے ہیں مولوی عبدالمنان سے میں نے پوچھا کہ حضرت کیا فرما رہے تھے انہوں نے جب مجھے بتایا تو حضرت رح کے کلمات میں مجھے بجلی کی کرنٹ کی طرح اثر معلوم ہوا۔

ایک مرتبہ حضرت رح سہارنپور میں حاجی یعقوب علی خاں صاحب کے ہاں مقیم تھے عصر کے وقت حاضر ہوا حضرت رح نے فرمایا مولوی صاحب ! کیا حال ہے ؟ میں نے کہا حضرت روتا نہیں آتا ۔ حضرت رح نے وضو کرتے ہوئے مجھ پر نظر ڈالی پتہ نہیں اس نظر میں کیا چیز تھی فوراً بے اختیار گریہ طاری ہو گیا پاس بیٹھنے والوں نے کہا کہ یہ تو کہتا تھا مجھے رونا نہیں آتا یہ اس قدر رو کیوں رہا ہے ؟

اس خاص اور اہم واقعہ کے علاوہ بارہا اس کا تجربہ ہوا کہ جو لوگ قلب میں سختی اور قساوت محسوس کرتے حضرت رح کی مجلس میں بیٹھ کر ان پر رقت کا ایک دم سے غلبہ ہوا طبیعت دعا اور انابت کی طرف متوجہ ہو گئی آنکھیں بے اختیار اشکبار ہو گئیں کبھی قبض تھا بسط ہو گیا اور کبھی بسط اور جوش تھا سکون پیدا ہو گیا اہل تعلق اور حاضر باش افراد کو ایسے تجربے بکثرت اور عام طور پر ہوتے رہتے تھے۔

اہل دل کے ہاں قلبی کیفیات کا کشف بکثرت ہوتا ہے اور کم و بیش اکثر خدام کو اس کا تجربہ ہے ۔ حضرت رح کے ایک خادم لکھتے ہیں کہ میں نے بیسویں مرتبہ تجربہ کیا کہ ادھر میرے دل میں کوئی خاص خیال ہوا اور ادھر حضرت رح کو انکشاف ہو گیا۔

خود راقم کو اس کا کئی بار تجربہ ہوا جب کسی کیفیت یا احساس کا غلبہ ہوا تو حضرت رح نے بڑی شفقت اور دلداری کے ساتھ اس کا ازالہ فرمایا۔

ایک دفعہ بہٹ ہاؤس کے زمانۂ قیام میں عشاء کی نماز میں نے شدید تشویش اور انقباض کی حالت میں پڑھی اس خیال کا غلبہ تھا کہ حضرت رح کی اس رمضان کے آخیر عشرہ میں وہ شفقت اور توجہ نہیں رہی جو رہا کرتی تھی ، اپنے نفس کی حقارت اور زندگی کی لاحاصلی کا غلبہ تھا ۔ سلام پھیرتے ہی میرا نام لے کر طلب کیا حاضر ہوا تو قریب بلایا اور فرمایا حضرت ! اس آیت کی تفسیر کیا ہے ؟

حَتّٰی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا۔

مجھے اپنی کیفیت سے بالکل ذھول ہو گیا اور میں سمجھا کہ محض ایک علمی استفسار ہے ۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مفسرین کے جو اقوال مستحضر تھے عرض کرنے شروع کئے لیکن میں نے دیکھا کہ حضرت رح جواب کی طرف متوجہ نہیں اور اس سلسلہ میں کوئی علمی بات مطلوب نہیں ہے وہاں سے نکل کر باہر آیا تو کیفیت متبدل ہو چکی تھی قلب سکون اور بشاشت محسوس کرتا تھا اس وقت احساس ہوا کہ یہ طلبی اور یہ استفسار محض اس کیفیت کے ازالہ کے لئے تھی جس کا غلبہ تھا اور محض تعلق و شفقت کا اظہار تھا اور اس آیت کے معنی کے

....

.... ذریعہ یاس اور قلق کی اس کیفیت کا علاج بھی ،

اس طرح کے واقعات جو حضرت رح کی قوت روحانی و اشراقی پر دلالت کرتے ہیں اور اس طرح کے خواب اور اشارات جو آپ کی مقبولیت عند اللہ کی دلیل ہیں اور جن میں طالبین صادق کی آپ کی طرف رہبری کی گئی بکثرت بیان کئے گئے ہیں ان کا تذکرہ موجب تطویل ہے اور اس کتاب میں آپکے اخلاص ، تعلق مع اللہ ، زہد و توکل ، استقامت علی الشریعت عشق و محبت الٰہی ، علوم صحیحہ اور تحقیقات عالیہ اور آپ کی تاثیر صحبت اور اصلاح و ارشاد کے ایسے بلند نمونے اور واقعات سامنے آجائیں گے جو ان کشوف و کرامات اور واقعات عزیزہ سے اعلیٰ و ارفع ہیں

؎ نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
چوں غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

ماخوذ از ماہنامہ الفرقان
ماہ اگست ــ لکھنؤ۔

(قسط نمبر ۴)

سورۂ المجادلہ کی شرح

امام انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ

مرتبہ :- غازی خدا بخش و بشیر احمد بی اے لاہور

۱۳ :- ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۚ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

کیا تمہیں خوف ہوا اس چیز کا کہ اپنے مشورے پیش کرنے سے پہلے صدقات دو؟ تو جب تم نے یہ نہ کیا، دراں حالیکہ اللہ تمہیں معاف کر چکا ہے تو نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو، اور اللہ تعالےٰ اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے بخوبی واقف ہے - یعنی جو شخص صدقہ نہ دے سکے یہ نہیں کہ وہ اس وجہ سے اپنا حق رکنیت ہی کھو بیٹھے گا بلکہ وہ اپنا استحقاق اپنے علم و عمل سے پیدا کر سکتا ہے یعنی اس مجلس کے مقاصد پر عمل پیرا ہو کر دکھائے اور لوگوں کو خیرات اور اطاعت رسولؐ پر جمع کرے -

ان میں سے کوئی آیت منسوخ نہیں ہے دونوں محکم ہیں

اس آیت سے ظاہر ہے کہ اس جماعت کا مالی نظام الگ ہونا چاہیئے اور انہی لوگوں کی کمائی میں سے اس کے فنڈ کی بنیاد پڑنی چاہیئے اگر کسی کے پاس روپیہ نہ ہو تو اس کے ایمان اور عمل صالح کی بنا پر اُسے ممبر بنایا جا سکتا ہے

یہاں حزب اللہ کی تشکیل اور اندرونی نظام کے متعلق ہدایات پوری ہو گئیں اس کے بعد آیت ۱۴ تا ۲۰ حزب الشیطان یعنی مسلمانوں کے مخالف کام کرنے والی جماعت کی تصریح آتی ہے

نمبر۱۴ :- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اس قوم سے رشتۂ الفت استوار کیا ہے جو اللہ کی مغضوب علیہ ہے؟ وہ لوگ نہ تم میں سے ہیں نہ ان میں سے، وہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور وہ اس چیز کو جانتے بھی ہیں۔

اَلَّذِيْنَ تَوَلَّوْا سے مراد منافقین ہیں قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ سے مراد یہود ہیں

جب قرآن حکیم کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ دنیا میں غالب ہو گا تو منافقین یہ باتیں سُنکر یہودیوں سے جاکر کہہ دیتے ہیں جو یہ باتیں قیصر تک پہنچا دیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کا یہ خیال پورا ہونے سے پہلے قیصر کی طاقت عرب کو ہڑپ کر لے - یہ یہودی نہ مسلمانوں کے دوست ہیں (ما منکم) کہ ان کے فائدے کی بات کریں گے نہ منافقوں کے دوست ہیں (ولا منهم) کہ عرب کی ترقی کی حمایت کریں گے وہ جھوٹ باتوں پر قسمیں کھا کھا کر اپنا وقار قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں

نمبر۱۵ :- اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

اللہ نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں وہ نہایت ہی بُرا ہے

یعنی ان منافقین اور یہود کو عنقریب نہایت دردناک سزائیں ملیں گی — تاریخ شاہد ہے کہ ایسا ہی ہوا۔

نمبر۱۶ :- اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

ان لوگوں نے قسموں کو اپنے بچاؤ کے لئے ڈھال بنا رکھا ہے اور اس طرح وہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں ان کے لئے بے عزت کرنے والا عذاب ہے۔

نمبر۱۷ :- لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْــــًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

ان کے اموال اور اولاد ان کے کسی کام نہ آئیں گے اللہ کے مقابلے میں یہ لوگ آگ کے مستحق ہیں اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے —

منافقین اور یہود سے سلوک

یہ لوگ مسلمانوں میں شامل ہو کر قسمیں کھا کھا کر اپنی خیر سگالی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس کے باوجود وہ مسلمانوں کی جماعت میں رخنہ پیدا کرنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں حزب اللہ جب مضبوط ہو جائے تو ان کو ذلت آمیز شکست دے کر نکال باہر کرے گی۔

اس وقت ان کے اموال اور اولاد جن کے بھروسے پر وہ اس قسم کی کاروائیاں کر رہے تھے کسی کام نہ آئیں گے اور موت کے بعد اپنے اعمال کی پاداش میں جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں گے۔

نمبر۱۸ :- يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰي شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝

جس روز اللہ ان سب کو اٹھائے گا یہ اس کے سامنے بھی اسی طرح قسمیں کھائیں گے جیسے اب تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ان کی بات بن جاتی ہے خبردار یہ لوگ جھوٹے ہیں

یعنی یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ جس طرح مسلمانوں کے سامنے قسمیں کھا کھا کر اپنا وقار قائم کر لیتے ہیں اللہ کے سامنے بھی اپنا صدق ثابت کریں گے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں اس دن سے پہلے ہی اللہ مسلمانوں کے سامنے ان کے جھوٹے وقار کا بھانڈا پھوڑ دے گا اور وہ یوں کہ حزب اللہ ان کا پردہ فاش کر دے گا۔

منافقین اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے مگر مذہبی کام کچھ نہ کرتے تھے اس پر

باقی صد ۱۸

پیکرِ استقامت

قاری عبدالمجید
خطیب مسجد ادمنی
بس سروس لاہور

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ... خٰلِدِیْنَ فِیْھَا جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝

(احقاف ۱۳-۱۴)

جن لوگوں نے صدق دل سے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے ۔ یعنی توحید کو حسب تعلیم رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قبول کیا پھر اس پر مستقیم رہے کہ اس کو چھوڑا نہیں سو اس کا مقتضا یہ ہے کہ ان لوگوں پر آخرت میں کوئی خوف کی بات واقع ہونے والی نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے یہ تو ان کے مضرت سے بچنے کا حال ہے اور ان کے حصول منفعت کی کیفیت یہ ہے کہ یہ لوگ اہل جنت ہیں، جو اس میں ہمیشہ رہیں گے ۔ بعوض ان نیک کاموں کے جو کہ وہ کرتے تھے ۔ جن میں سے ایمان اور استقامت علے الایمان کا اوپر ذکر ہے (بیان القرآن)

چند دوسری آیات ملاحظہ ہوں ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝ (حٰمٓ السجدہ ۳۰ تا ۳۲)

جن لوگوں نے دل سے اقرار کر لیا کہ ہمارا رب حقیقی صرف اللہ ہے ۔ مطلب یہ کہ شرک سے تبری یعنی بیزاری کر کے توحید اختیار کر لی پھر اس پر مستقیم رہے کہ اس کو چھوڑا نہیں ان لوگوں پر اللہ کی طرف سے رحمت و بشارت کے فرشتے اتریں گے ۔ اول مرتے وقت پھر قبر میں ــــ پھر قبر سے اٹھتے وقت کہ تم آخرت کی آنے والی ہولناکیوں سے اندیشہ نہ کرو ۔ اور نہ دنیا کے چھوٹنے پر رنج کرو ۔ کیونکہ آگے تمہارے لئے امن اور نعم البدل ہے اور تم جنت کے ملنے پر خوش رہو جس کا تم سے پیغمبر کی معرفت وعدہ کیا جایا کرتا تھا، اور ہم تمہارے رفیق تھے ــ دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہیں گے ۔ چنانچہ دنیا میں نیکیوں کا الہام حوادث میں صبر اور سکینہ ملائکہ ہی کا فیض ہے اور نیز تمہارے لئے اس جنت میں جس چیز کو تمہارا جی چاہے گا موجود ہے اور نیز تمہارے لئے اس میں جو مانگو گے موجود ہے یہ بطور مہمانی کے ہوگا غفور رحیم کی طرف سے یعنی یہ نعمتیں اکرام کے ساتھ ملیں گی ۔ جس طرح مہمان کو ملتی ہیں (بیان القرآن)

وہ مبارک نفوس جنہوں نے اللہ جل مجدہٗ کو پروردگار اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو نبی اور رسول اور اسلام کو دین برحق تسلیم کرنے کے بعد استقامت اور مضبوطی صبر اور بردباری کو اپنایا ان میں حضرت بلال بن رباح بھی ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں ۔

جن کی قابل رشک حیات کے چند پہلو پیش خدمت ہیں ۔ حضرت بلال حبشہ سے تعلق رکھتے تھے ۔ مشہور اور جلیل القدر صحابی ہیں ۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ چند مشرکین کے غلام تھے ۔ قبول اسلام کے بعد مشرکین نے آپ پر عذاب اور اذیت ــــ اس قدر شروع کر دی جس کے تصور ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں رات کو ہاتھ پاؤں باندھ کر کوڑوں سے مارتے ۔ فوارے سے اُڑنے والے پانی کی طرح خون کے چھینٹے اُڑتے گوشت کے لوتھڑے کوڑے کے ساتھ چپک کر دور جا پڑتے دن کو یہی زخمی جسم گرم ریت پر ڈال کر سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتے ۔

لیکن آپ ہیں کہ صبر اور استقامت کی چٹان بنے ہر درد و الم کو برداشت کئے جا رہے ہیں لیکن اسلام سے پھر جانے کا تصور تک نہیں لاتے ۔ وَلِلّٰہِ دَرُّہٗ اور سبحان اللہ یہ ایمان نعمت ہی ایسی ہے کہ جب دل کی گہرائیوں میں اُتر جاتی ہے تو جان دے دینا آسان ہو جاتا ہے اور ایمان دے دینا مشکل اور گراں۔

ایک دن حضرت صدیق اکبر رضؓ نے آپ کو اس درد و الم کی حالت میں دیکھا اور بھاری قیمت ادا فرما کر خرید لیا اور آزاد فرما دیا ۔ مسجد نبوی کے مؤذن کے عظیم عہدہ پر سرفراز ہوئے زبان سے اَشْھَدُ کا تلفظ درست نہیں ہو سکتا تھا۔ اَشْھَدُ کی جگہ اَسْھَدُ (س سے) ملفوظ ہو جاتا مگر جس صدق عشق اور محبت سے اذان بلند فرماتے اس کے پیش نظر یہ سب کچھ گوارا تھا ۔

جب اذان دیتے تو یہود کہتے کہ کوا چلاتا ہے ۔ اللہ رب العزت کی طرف سے ارشاد ہوا

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو خدا کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں .... فرمانبرداروں میں سے ہوں ۔

آپ سے ایک دفعہ ایک شخص نے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخراجات کی کیا صورت تھی دکیونکہ آپ کو حضور کی گھریلو خدمت کا شرف بھی حاصل تھا، حضرت بلالؓ نے فرمایا کہ حضورؐ کے پاس کچھ جمع رہتا ہی نہیں تھا ۔ یہ خدمت میرے سپرد تھی جس کی صورت یہ تھی کہ کوئی مسلمان بھوکا آتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ارشاد فرما دیتے ہیں کہ کہیں سے قرض لے کر اس کو کھانا کھلا دینا کوئی ننگا آتا تو مجھے ارشاد فرما دیتے ہیں کسی سے قرض لے کر اس کو کپڑا مہیا کر دینا ۔ یہ صورت ہوتی رہتی تھی ایک مرتبہ ایک مشرک مجھے ملا اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے وسعت اور

بقیہ: پیکرِ استقامت صہ سے آگے

ثروت حاصل ہے۔ تو کسی سے قرض نہ لیا کر جب ضرورت ہوا کرے مجھ ہی سے قرض لیا کر۔ میں نے کہا اس سے بہتر کیا ہو گا، میں نے اس سے قرض لینا شروع کر دیا۔ جب ارشاد عالی ہوتا اس سے قرض لے آیا کرتا۔ اور ارشاد والا کی تعمیل کر دیتا۔ ایک مرتبہ میں وضو کر کے اذان کہنے کے لئے کھڑا ہی تھا کہ وہی مشرک کچھ اور لوگ ساتھ لئے آیا اور کہنے لگا—

او حبشی! میں ادھر متوجہ ہوا تو ایک دم بے تحاشہ گالیاں دینے لگا۔ اور انتہائی بھلا برا جو منہ میں آیا کہنے لگا کہ مہینہ ختم ہونے میں کتنے دن باقی ہیں؟ میں نے کہا ختم ہونے والا ہے۔ بولا کہ چار دن باقی ہیں اگر مہینے کے ختم تک میرا سب قرضہ ادا نہ کیا تو تجھے اپنے قرضے میں غلام بنا لوں گا اور اسی طرح بکریاں چراتا پھرے گا جیسا پہلے تھا۔ یہ کہہ کر چلا گیا۔ مجھ پر دن بھر جو گزرنا چاہیئے تھا وہی گزرا تمام دن رنج اور صدمہ سوار رہا اور عشاء کی نماز کے بعد حضورؐ کی خدمت میں تنہائی میں حاضر ہو کر سارا ماجرا سنایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! نہ آپ کے پاس اس وقت ادا کرنے کو فوری انتظام ہے اور نہ کھڑے کھڑے میں کوئی انتظام کر سکتا ہوں۔ وہ ذلیل کرے گا۔ اس لئے اگر اجازت ہو تو جب تک قرض اترنے کا کوئی انتظام نہیں ہوتا میں کہیں روپوش ہو جاؤں جب آپ کے پاس کہیں سے کچھ آ جائے گا میں حاضر ہو جاؤں گا— یہ عرض کر کے میں گھر آیا تلوار لی.. ڈھال اٹھائی جوتا اٹھایا یہی سامان سفر تھا گویا۔

لنگکے زیر و لنگکے بالا
نے غم دزدے نے غم کالا

اور صبح ہونے کا انتظار کرتا رہا کہ صبح کے قریب کہیں چلا جاؤں گا صبح قریب ہی تھی کہ ایک صاحب دوڑے ہوئے آئے کہ حضورؐ کی خدمت میں جلدی چلو۔ حاضر خدمت ہوا تو دیکھا کہ چار اونٹنیاں جن پر سامان لدا ہوا تھا بیٹھی ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا بلالؓ! خوشی کی بات سناؤں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے قرضے کی بے باقی کا انتظام فرما دیا ہے یہ اونٹنیاں بھی تیرے حوالے۔ اور ان کا سامان بھی تیرے حوالے، یہ فدک کے رئیس نے بطور نذرانہ مجھے بھیجا ہے۔

میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور خوشی خوشی ان کو لے کر گیا اور سارا قرضہ ادا کر کے واپس آ گیا۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مدینہ طیبہ میں رہنا اور سرور دو عالم کی جگہ کو خالی دیکھنا مشکل ہو گیا۔ اس لئے ارادہ کر لیا کہ اپنی زندگی کے جتنے دن ہیں جہاد میں گزار دوں گا اس لئے جہاد میں شرکت کی نیت سے چل دیئے۔

ایک عرصہ تک مدینہ منورہ لوٹ کر نہیں آئے۔ ایک مرتبہ خواب میں حضورؐ کی زیارت ہوئی۔ حضورؐ نے فرمایا بلال! یہ کیا ظلم ہے ہمارے پاس کبھی نہیں آتے، تو آنکھ کھلنے پر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما نے اذان کی فرمائش کی۔ لاڈلوں کی فرمائش ایسی نہیں تھی کہ انکار کی گنجائش ہوتی۔ اذان کہنا شروع کی۔ اور مدینہ میں حضورؐ کے زمانے کی اذان کانوں میں پڑ کر کہرام مچ گیا۔ اور مرد ہی نہیں عورتیں تک روتی ہوئی گھروں سے نکل پڑیں۔

چند روز قیام کے بعد واپس ہوئے اور بیس ہجری ۲۰ھ کے قریب دمشق میں وصال ہوا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زمانے کے جس دور سے آج ہم گزر رہے ہیں انتہائی پرفتن ہے جتنے فتنے آج رونما ہیں شاید ہی یہ ادوارِ ماضیہ میں ظہور پذیر ہوئے ہوں ایمان کے گوناگوں اور رنگا رنگ ڈاکہ زنوں سے بچ کر گزر جانا بہت بڑی ہمت اور سعادت ہے۔

اور یہ توفیق ایزدی اور استقامت کے بغیر ناممکن ہے اللہ جل مجدہ حضرت بلال رضؓ جیسی استقامت صبر تحمل اور بردباری عنایت فرمائیں

اللھم انا نسئلک الاستقامۃ والاستعانۃ علی الایمان والاسلام والشکر والحمد لک یا ذا الجلال والاکرام

بقیہ: اداریہ صہ سے آگے

بخاریؒ امرتسر میں مقیم تھا دوسرے حضرت مولانا احمد علیؒ لاہور میں انجمن خدام الدین لاہور کے ابتدائی سالانہ اجلاس ایک دھوم سے ایک شان سے منعقد ہوا کرتے تھے ان میں شیخ الہند حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور ان کے دیوبندی رفقاء عظام بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ کلکتہ سے مولانا ابو الکلامؒ آزاد آیا کرتے تھے بہر حال خدام الدین کے انہی اجلاس میں حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہؒ کی موجودگی میں امرتسر کے نوجوان ربانی مقرر عالم نے امیرِ شریعت کا لقب پایا اور لاہوری درویش صفت صوفی عالم کی کسرِ نفسی کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنے شاندار اجلاس میں اپنے اکابر کے ساتھ کبھی سٹیج پر نہ بیٹھتے۔ بلکہ انہیں جب دیکھتے نیچے فرش نشین دیکھتے اس انکساری اور بے نفسی کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ شیخ التفسیر کہلائے۔ اور گیارہ دفعہ حرمین شریفین گئے انہی کا بڑا صاحبزادہ حافظ مولانا حبیب اللہ وہیں کا ہو کر رہ گیا "اللہ اکبر" جب ایک قوم اللہ کے دین کا کام کماحقہٗ نہیں کرے گی تو اللہ تعالےٰ ایسے وسائل پیدا کرے گا کہ ہمارے سان گمان میں بھی نہیں ہوں گے وہ سکھ گھرانے کے نونہال "بوٹا سنگھ" کو چیانوالی (سیالکوٹ) سے سندھ پہنچا دے گا اور وہاں وہ بھرچونڈی شریف کے حضرت حافظ محمد صدیقؒ کے دست حق پرست پر اسلام لے آئے گا دیوبند میں تعلیم حاصل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے کابل، بخارا، ماسکو، انگورا، قسطنطنیہ (استنبول)، پہنچا کر پچیس سال جلاوطن کر کے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ لے جائے گا پھر واپس وطن میں لائے گا اور وہ امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ کہلائے گا۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

میرے نوجوانو! بھارت کا نہرو تیاری میں مصروف ہے، امریکہ، برطانیہ کا دیا ہوا بھاری اسلحہ تمہاری سرحدوں پر جمع کر رہا ہے۔ ہوش میں آؤ۔

بقیہ :- مجیب کا صفحہ صفحہ ۱۹ سے آگے

اس طرح ارتفاقات کی بھی دو قسمیں بن گئی ہیں
۱- ارتفاقات معاشیہ یعنی معاشی زندگی کی مشکلات جو کھانے پینے اور رہنے سہنے کے سلسلے میں پیش آتی ہیں ان کے طریقوں کا نام ارتفاقات معاشیہ ہے۔
۲- ارتفاقات الٰہیہ - یعنی فکری مشکلات جو کائنات کو سمجھنے، خدا کی ہستی اور اس کی پہچان، انسان کے خدا کے ساتھ تعلق، انسانی زندگی کے مقصد، سوسائٹی کی خرابی اور اس کے اسباب، مرنے کے بعد کی زندگی کے لئے تیاری وغیرہ کے سلسلے میں پیش آتی ہیں۔ ان کے حل کے طریقوں کا نام ارتفاقات الٰہیہ ہے

یہ ارتفاقات تمام دنیا کے انسانی معاشروں میں اس کثرت سے رائج ہو گئے ہیں کہ ان کی زندگی کا جزو بن گئے ہیں اور کوئی انسانی سوسائٹی ان کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی - البتہ یہ ارتفاقات ہر سوسائٹی میں یکساں درجے پر نہیں پائے جاتے کیونکہ تمام انسانوں کے حالات یکساں نہیں ہیں آب و ہوا اور زمین کی بناوٹ میں بھی اختلاف ہے عقل بھی ایک جیسی نہیں اسی طرح غور و فکر کی فراغت بھی یکساں نصیب نہیں ہوتی چونکہ آسودہ حال لوگ زیادہ فراغت پاتے ہیں اس لئے ان کی ارتفاقی زندگی غریبوں کی نسبت زیادہ بہتر ہوتی ہے اور صفائی (نفاست) کا بھی زیادہ خیال رکھتے ہیں اس لئے ان کے ارتفاقات ترقی یافتہ ہوتے ہیں ایسے ہی عقل والے اپنے ارتفاقات بہتر بنا لیتے ہیں اور کم عقل پیچھے رہ جاتے ہیں۔

بقیہ :- سورہ المجادلہ کی شرح صفحہ سے آگے

بھی گمان کرتے تھے کہ اِنَّھُمْ عَلٰی شَیْءٍ یعنی ہم ایمان پر ہیں۔ یعنی ہم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ اور اس کی کتاب کو مانتے ہیں اس لئے وعدۂ انعام یعنی فتح میں ہمارا بھی حصہ ہے اور آخرت میں بھی ہمیں بلند درجات نصیب ہوں گے مگر وہ اسلام کی خاطر جانی اور مالی قربانی نہیں کرتے اس سے معلوم ہوا کہ وہ جھوٹے ہیں (مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے - فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ (النساء ع ۱۱) تو وہ کہتا ہے کہ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ مگر یہ منافق اس کے خلاف کرتے ہیں - (باقی)

باجلاس سردار محمد شریف خان صاحب ایم اے ایل ایل بی

سب جج درجہ اول اے ڈی ایم پونچھ، پلندری کیمپ راولاکوٹ آزاد جموں و کشمیر مثل خالص دیوانی ۱۷۴ رجوع ۸/۲ /۶۱ محمد صادق وغیرہ ساکن تینٹلی بنام سردار محمد خان وغیرہ سکنہ تحصیل پلندری (مدعیان) | جنڈالی تحصیل پلندری ضلع پونچھ (مدعا علیہم)

(دعویٰ دخلیابی اراضی)

ملک اشتہار زیر آرڈر ۵ رول نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی بنام دوست محمد خان ولد حسین خان، غلام محمد خان ولد دیوان علیخان عبدالحسین ولد حیدر خان، محمد نذیر ولد شاہ محمد خان و افسر خان، غلام رسول خان پسران غلام حسین خان و محمد عالم خان ولد رحمت علیخان - محمد اشرف خان و محمد صدیق خان پسران مصاحب خان اقوام سدھن ساکن جنڈالی تحصیل پلندری ضلع پونچھ آزاد جموں و کشمیر (حکومت) ہرگاہ مقدمہ عنوان الصدر میں دعویٰ دائر عدالت ہذا ہو کر جملہ مدعا علیہم ع۱ تا ع۲۴ کے نام سمنات جاری ہوئے الا مدعا علیہم ع۴ کی نسبت رپورٹ پیادہ ہے کہ وہ لاپتہ ہے - اور مدعا علیہ ع۱۷ کی نسبت رپورٹ ہے کہ وہ انگلینڈ چلا گیا ہے، اور مدعا علیہم ع۴ ع۶ ع۱۲ و ع۱۳ و ع۱۸ و ع۱۹ کی نسبت رپورٹ ہے - کہ یہ پاکستان لاپتہ مقام پر ملازمت کرتے ہیں اور مدعا علیہ ع۱۱ کی بھی تعمیل ضابطہ نہیں ہوئی۔ ان متذکرہ بالا مدعا علیہم تعمیل بطریق معمولی ہونی مشکل ہے

لہٰذا آپ جملہ مدعا علیہم متذکرہ بالا ع۴ ع۱۷ ع۶ ع۱۲ ، ع۱۳ ، ع۱۸ ، ع۱۹ کو بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ بغرض پیروی و جواب دہی مقدمہ عنوان بالا، اصالتاً یا وکالتاً یا مختاراً بتاریخ ۲۷/۱۱/۶۳ بمقام کیمپ راولاکوٹ حاضر عدالت ہذا آؤ - بصورت عدم حاضری آپکے خلاف کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے گی آج بتاریخ ۲/۱۰/۶۳ ہمارے دستخط و مہر عدالت سے جاری ہوا تحریر الصدر

(نوٹ)
چٹ پر سرخ نشان چندہ کے ختم ہونے کی علامت ہے جسے دیکھتے ہی آپ فوراً چندہ ارسال فرمائیں تاکہ یہ کار خیر آپ کے نام جاری رکھا جائے

اس کے علاوہ

وی پی منگوانے کے بعد اس کا وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہے - (شیخ عبدالحمید)

خدام الدین کی توسیع اشاعت

میں حصہ لیجئے

جانشین شیخ التفسیر کا ورودِ راولپنڈی

حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ، مورخہ ۲۵ راکتوبر کو ۳ بجے بعد از نماز جمعہ بذریعہ ریل کار عازم راولپنڈی ہوں گے جہاں وہ مدرسہ حنفیہ عثمانیہ محلہ ورکشاپی کے اجلاس کو خطاب فرمائیں گے اور ۲۶ راکتوبر کو مدرسہ فرقانیہ مدنیہ سالانہ اجتماع کرتارپورہ راولپنڈی میں شریک ہونگے جسے حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی - شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ اکوڑہ خٹک اور مولانا محمد اجمل صاحب خطاب فرمائیں گے (حاجی بشیر احمد)

خدام الدین کا تازہ پرچہ

۱- محمد یوسف شاہ سعودی مظفر آباد
۲- سعید نیوز ایجنسی ملکوال
۳- عبدالرحمٰن رنگونی طفر روڈ مانسہرہ

بچوں کا صفحہ

حیوانوں پر انسان کی برتری

غازی خدا بخش

انسان اور دوسرے حیوانوں میں دو قسم کے فرق صاف طور پر معلوم ہوتے ہیں۔ ایک ظاہری فرق ہے اور دوسرا خفیہ فرق ہے۔ ظاہری فرق تو شکل سے ظاہر ہوتا ہے اور دوسرا فرق.. انسان کی عقل اور اس کے زندگی گزارنے کے طریقوں سے ظاہر ہوتا ہے مثلاً وہ سوچ کر اپنے خیالوں کو سیکھ لیتا ہے اور انہیں دوسروں تک پہنچا دیتا ہے۔ وہ صرف اپنی غرضوں کی خاطر ہی نہیں بلکہ دوسروں کے فائدے کے لئے بھی کام کرتا ہے اور کام میں خوبصورتی اور عمدگی کا لحاظ رکھتا ہے وہ زندگی کے مشکل کاموں کو آسان کرنے کے طریقے نکالتا ہے اپنے ہتھیار اور اپنی جماعت سے کام لیتا ہے وہ دوسروں کی سوچ اور ان کے تجربوں سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

اس طرح وہ بہت سی باتوں میں حیوانوں پر برتری رکھتا ہے غور کیا جائے تو ان خاص صفتوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے

۱۔ عام لوگوں کی بہتری اور بھلائی

ایک حیوان محض اپنے فائدے کے لئے کام کرتا ہے لیکن انسان ایسے کام بھی کرتا ہے جن سے اس کی ذات کو فائدہ پہنچے یا نہ پہنچے بلکہ خواہ نقصان پہنچے، لیکن دوسرے لوگوں کو ضرور پہنچے۔ مثلاً شہر میں اچھا نظام قائم کرتا ہے کبھی ایسے کام بھی کرتا ہے جن کا نتیجہ اسے برسوں بعد ملتا ہے یا مرنے کے بعد ملنے کی توقع کرتا ہے۔ ایسے ہی وہ دوسروں کی حفاظت کی خاطر یا اچھا نظام قائم کرنے کے سلسلے میں جان دے سکتا ہے۔ وہ اپنے اخلاق اور علم کو مکمل کرتا ہے جس سے عام لوگوں کو فائدہ پہنچانا اس کا مقصد ہوتا ہے اس قسم کے کام کوئی حیوان نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے۔

(۲) خوبصورتی کو پسند کرنا، حیوان فقط ضرورت پوری کرتا ہے مگر انسان اس کے ساتھ صفائی اور لذت کا بھی خیال رکھتا ہے وہ صاف پانی، لذیذ کھانا اور عمدہ مکان چاہتا ہے حیوانوں میں یہ احساس نہیں ہے۔

۳۔ نئے طریقے نکالنا اور پیروی کرنا، انسان اپنی مشکلوں کو آسان کرنے کے لئے عقل سے سوچتا ہے اور نئے نئے طریقے نکالتا ہے وہ آلات کو کام میں لاتا ہے اور جماعت کو استعمال کرتا ہے بعض انسان اتنے عقلمند نہیں ہوتے کہ خود کوئی طریقہ نکال سکیں وہ دوسروں کے ایجاد کئے ہوئے طریقوں کی پیروی کرتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں یہ کام حیوان نہیں کرتے۔

اللہ تعالےٰ کا یہ طریق ہے کہ ہر حیوان کو ضرورت پوری کرنے کے لئے علیحدہ علیحدہ بات سجھاتا ہے اسے پیدائشی الہام کہتے ہیں لیکن انسان کے لئے ایک حد تک اس الہام کے علاوہ یہ بندوبست کیا گیا ہے کہ عقلمند لوگوں کو کئی علم الہام کئے جاتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو ان کی پیروی کا حکم دیا جاتا ہے جسمانی ضرورتوں میں جن لوگوں کو علوم ملتے ہیں۔ وہ حکماء اور سائنسدان کہلاتے ہیں۔ ایسے بعض ہی ہیں خدا پرستی نہیں ملتی، لیکن اعلےٰ انسانی ضرورتوں میں جن کو علوم ملتے ہیں وہ انبیاء کہلاتے ہیں اور وہ اعلےٰ درجے کے خدا پرست ہوتے ہیں عام لوگ جیسے حکماء کی پیروی کرتے ہیں وہ انبیاء کی پیروی کے بھی پابند ہیں یہ انسانی فطرت ہے اور کوئی صحیح فطرت والا انسان اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ غرض جو لوگ دوسروں کے فائدے کے لئے کام نہیں کرتے اور محض ذاتی غرضوں کو سامنے رکھتے ہیں اور صفائی و خوبصورتی کا خیال نہیں رکھتے بلکہ گندے رہتے ہیں اور اپنی مشکلات کو آسان کرنے کے لئے نہ خود طریقے سوچتے ہیں اور نہ دوسروں کے سوچے ہوئے طریقوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں وہ ترقی یافتہ انسان نہیں ہیں

انسانی مشکلوں کو آسان کرنے کا طریقہ

انسان کو اس دنیا میں زندگی بسر کرنے کے سلسلے میں مشکلیں پیش آتی ہیں عقلمند لوگ انہیں آسان کرنے کے لئے طریقے دریافت کرتے ہیں ان طریقوں کو حکمت کے امام ولی اللہ دہلوی رح حکمت میں ارتفاقات کہتے ہیں۔

ارتفاق کا لفظ رِفق سے بنا ہے جس کے معنی نرمی یا نرمی سے کام لینے کے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ مشکلوں کو نرم یا آسان طریقے دریافت کرنا۔

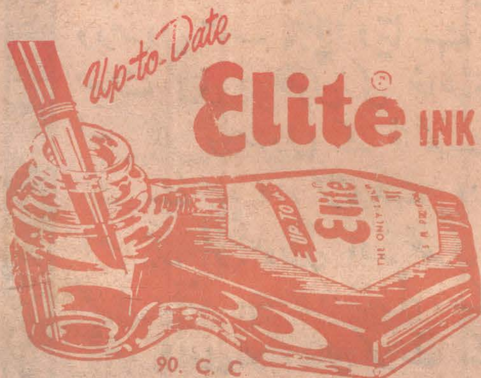
انسانی مشکلات دو قسم کی ہیں، ایک معاشی یعنی کھانے پینے اور رہنے سہنے کی مشکلات اور دوسری فکری یعنی زندگی اور اس کے مقصد کو سمجھنا وغیرہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۶/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۴۸۱-۲۷۳۰ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء



بروز ... مطبع ... پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا